رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰہُ لِتَقْرَاَہٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکْثٍ وَّنَزَّلْنٰہُ تَنْزِیْلًا

چوں آیت موصوف دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر با شدیا بادی ⁂ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ⁂ پس اتباعاً للنص المزبور ⁂ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدرج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

نمبر ۷	بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ	جلد ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب وجادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و ممکن ست برائے ہر جائع و صادی ⁂ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ⁂ باداره محمد عثمان عامی ⁂ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی برندہ نوز بر صد رہ مبکرد

لہ ہٰذا التفسیر المراد ماخوذ من الحدیث افضل مینا بکتاب سہ وقضی بالرحم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۴ھ جو

بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

اُصول ومقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اِطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقاید واخلاق ومعاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمداللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈھائی جزو سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ دو روپیہ آٹھ آنہ ہے۔

(۴) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں۔ جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے دو روپے دس آنہ کا وی۔پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور دو روپے بارہ آنہ کا وی۔پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۴ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتداء سے خریدار سمجھے جائینگے اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرماویں مگر انکی قیمت تین روپیہ ہے۔ علاوہ محصولڈاک۔

الراقم
محمد عثمان مالک ومدیر رسالہ الہادی دہلی

اور طبرانی کی سند میں ابن لہیعہ ہیں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بطریق دراج ابی السمح بواسطہ سائب مولی ام سلمہ کے حضرت ام سلمہ سے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ میں سائب کی عدالت اور جرح کو نہیں جانتا اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے۔

اور حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ عورت کی نماز اسکی کوٹھری میں اسکے مکان کی نماز سے بہتر ہے اور اسکے مکان کی نماز اسکی بڑی حویلی کی نماز سے اور اسکی بڑی حویلی کی نماز باہر کی نماز سے بہتر ہے اسکو طبرانی نے اوسط میں بسند جید روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو مساجد سے منع نہ کرو اگرچہ انکے مکانوں کی کوٹھریاں انکے واسطے بہتر ہیں اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ عورت پردہ میں رہنی چاہیئے اور جب وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسکو تکتا ہے اور وہ عورت سب سے زائد قریب خداوند تعالے سے اپنی اندر کی کوٹھری میں ہوتی ہے اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے صحیح احادیث کے راوی ہیں۔

۱۴۵

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کی نماز اسکی کوٹھری میں اسکے چھوٹے مکان کی نماز سے افضل ہے اور اسکے اندر کی کوٹھری میں باہر کے کوٹھے سے افضل ہے اسکو ابو داؤد ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور قتادہ کے مورق سے سننے میں اس حدیث کے تردد کیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سراپا چھپانے کے لائق ہے جب نکلتی ہے تو اسکو شیطان تکتا ہے اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح غریب کہا ہے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ زائد کیا ہے کہ عورت

اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتی ہے اپنی کوٹھری کے گوشہ میں (رہکر)

اور حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ عورت کوئی نماز خدا کے نزدیک زیادہ پسندیدہ نہیں پڑھتی ہے اپنی زیادہ اندھیری کوٹھری کی نماز سے اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بروایت ابراہیم ہجری بواسطہ ابوالاحوص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جناب نے فرمایا کہ زیادہ پسندیدہ عورت کی نماز خدا کے نزدیک اسکی زیادہ پسندیدہ اندھیری کوٹھری میں ہے اور طبرانی کی ایک روایت میں اسطرح سے ہے کہ فرمایا عورتیں سراپا چھپانے کے لائق ہیں اور عورت اپنے گھر سے بلا خطرہ کے نکلتی ہے پھر اسکو شیطان تکتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ جس کسی کے سامنے گذرتی ہے اسکو اچھی معلوم ہوتی ہے اور عورت اپنے کپڑے پہنتی ہے (باہر جانے کو) تو اسکو دریافت کرتا ہے کہ تو کہاں کا ارادہ کرتی ہے تو وہ کہتی ہے کہ میں مریض کی عیادت کو جاتی ہوں یا جنازہ میں حاضر ہوتی ہوں یا مسجد میں نماز پڑھنے جاتی ہوں حالانکہ عورت اپنے رب کی عبادت اپنے گھر جیسی نہیں کرسکتی اس حدیث کی اسناد حسن ہے۔ ۱۴۶

اور حضرت ابو عمرو شیبانی سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ کو دیکھا کہ عورتوں کو مسجد سے جمعہ کے روز نکال رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنے گھر کو جاؤ (یہی) تمہارے واسطے بہتر ہے اسکو طبرانی نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جسمیں کوئی نقص نہیں۔

پانچوں نمازوں کو فرض جاننے اور انپر محافظت کرنیکی ترغیب

اس بارے میں حضرت ابن عمر وغیرہ سے حدیث مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کا دارو مدار پانچ چیزوں پر ہے شہادت وحدانیہ اور رسالت کی (یعنے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ کہنا) اور نماز پڑھنا اور زکوٰۃ ادا کرنا رمضان کے روزے رکھنے بیت اللہ کا حج کرنا اسکو بخاری مسلم

وغیرہ نے بہت سے صحابہ سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ اس اثناء میں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے یکایک ایک آدمی نہایت سفید کپڑے اور نہایت سیاہ بالوں والا دکھائی دیا اسپر سفر کا اثر بھی نہیں معلوم ہوتا تھا اور ہم میں سے کوئی اسکو پہچانتا بھی نہ تھا یہانتک کہ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آن بیٹھا اور اپنے گھٹنوں کو آپ کے گھٹنوں سے ملاکر دوزانو بیٹھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو زانوں پر رکھا اور عرض کیا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ مجھکو اسلام کی خبر دیجئے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ کلمہ شہادت ادا کرے اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے الخ اسکو بخاری اور مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور یہ بھی بہت سے صحابہ سے صحاح وغیرہ میں مروی ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ بتاؤ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازہ پر نہر جاری ہو کہ اسمیں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کیا کرے کیا کچھ اسکے (بدن پر) میل باقی رہ سکتا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ اسپر میل کا کچھ حصہ باقی نہ رہیگا فرمایا کہ بس ایسی ہی کیفیت پانچوں نمازوں کی ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اسکو بخاری مسلم ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے حضرت عثمان سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک انکے درمیان کے زمانے کے واسطے کفارہ ہیں جبتک کبیرہ گناہوں کو نہ کرے اسکو مسلم ترمذی اور انکے غیر نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ پانچوں نمازیں ان گناہوں کے واسطے کفارہ ہیں جو انکے درمیان میں کیے جائیں پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بتلاؤ کہ اگر کوئی آدمی کام کرتا ہو اور اسکے گھر اور کام کرنے کی جگہ کے درمیان میں

پانچ نہریں ہوں اور جب اپنے کام کی جگہ پر آتا ہو اور جو خدا چاہے اس جگہ کام کرے اور اسکو میل یا پسینا پہونچ جاتا ہو اور جب نہر پر گذرے غسل کرے تو اسکے اوپر میل سے کیا باقی رہ جائے گا اسی طرح پر نماز ہے جب آدمی کوئی خطا کرتا ہے پھر دعا مانگتا ہے اور مغفرت چاہتا ہے تو سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں اسکو بزار اور طبرانی نے اوسط اور کبیر میں ایسی سند سے بیان کیا ہے کہ جسمیں کوئی نقص نہیں اور اس حدیث کے شواہد بھی بہت سے ہیں۔

اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ نمازوں کی مثال مثل ایک نہر جاری کی ہے کہ کسی کے دروازہ پر بہت بہ رہی ہو اور ہر روز وہ شخص اسمیں پانچ مرتبہ نہاتا ہو اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جلتے ہو جلتے ہو (یعنے ارتکاب معاصی کر کے مستحق نار جہنم ہوتے ہو) پھر جب صبح کی نماز پڑھتے ہو تو وہ نماز اسکے اثر کو دہو دیتی ہے (یعنے ہر نماز اپنے سے پہلے گناہوں کے اثر کو دور کر دیتی ہے) پھر جلتے رہتے جلتے ہو پھر جب ظہر کی نماز پڑھتے ہو پھر وہ نماز اسکے اثر کو دہو دیتی ہے پھر جلتے ہو جلتے ہو پھر جب نماز عصر کی پڑہتے ہو تو وہ اسکو دہو دیتی ہے پھر جب مغرب کی نماز پڑہتے ہو تو وہ اسکو دہو دیتی ہے پھر جلتے ہو جلتے ہو پھر جب عشا کی نماز پڑہتے ہو تو وہ اسکے اثر کو دہو دیتی ہے پھر سوتے ہو تو تمہارے اوپر کچھ نہیں لکھا جاتا جبتک کہ بیدار ہو اسکو طبرانی نے صغیر اور اوسط میں باسناد حسن اور کبیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود پر موقوف رکھا ہے اور وہ زیادہ مشابہ بالصحیح ہے اور اسکے رواۃ بھی ایسے ہیں کہ احادیث صحیح میں انسے احتجاج کیا جاتا ہے۔

اور حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ایک فرشتہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت پکارتا ہے اے اولاد آدم اپنی ان آگون کی طرف کہڑے ہو کہ جنکو تم نے سلگایا ہے اسکو بجھا دو اسکو طبرانی نے اوسط اور صغیر میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کے ساتھ یحیی بن زہیر قرشی منفرد ہوتے ہیں مصنف فرماتے ہیں کہ اس اسناد کے کل راوی علاوہ یحیی کے

١٤٨

روایت صحیح میں معتبر ہیں۔

اور حضرت طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت سلمانؓ کی خدمت میں انکی شبینہ عبادت کے دیکھنے کے لئے انکے پاس رات گذاری کہتے ہیں کہ حضرت سلمان شب کے اخیر حصہ میں نماز پڑہنے کو کہڑے ہوے یہ عبادت گویا طارق نے اپنے گمان کی نسبت سے بہت کم پائی لہذا اسکا حضرت سلمان سے ذکر کیا حضرت نے فرمایا کہ پانچوں وقت کی نمازوں کی حفاظت کرو اسواسطے کہ یہ نمازیں ان تمام زخموںکا کفارہ ہوجاتی ہیں جبتک کہ تم کسی خون ناحق کے مرتکب نہ ہو اسکو طبرانی نے کبیر میں موقوف اس طریقہ پر روایت کیا ہے اور اسکی سند میں بھی کوئی نقص نہیں اور انشاء اللہ آئندہ یہ حدیث بتمامہ آئے گی۔

اور حضرت عمرو بن مرہ جہنیؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ فرمائیے کہ اگر میں نے کلمہ شہادت پڑہا اور پانچوں وقت کی نماز ادا کی اور زکوٰۃ دی اور روزے رمضان کے رکھے اور تراویح پڑہیں تو میں کس گروہ میں سے ہونگا فرمایا کہ صدیقین اور شہدا میں سے۔ اسکو بزار اور ابن خزیمہ وابن حبان نے اپنی صحیحوں میں روایت کیا ہے الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

اور ابو مسلم تغلبی سے مروی ہے کہ میں ایک مرتبہ ابوامامہ کے پاس گیا وہ مسجد میں ملے میں نے عرض کیا کہ اے ابوامامہ ایک آدمی نے مجھسے تمہاری جانب سے نقل کیا ہے کہ تم نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کہ وضو کرے اور دونوں ہاتھوں اور چہرے کو کامل طور پر دہوئے اور سر اور کانوں کا مسح کرے پھر فرض نماز ادا کرنے کہڑا ہو تو اللہ تعالے اس دن میں اسکے ان تمام گناہوں کو کہ جنکی طرف اسکے پیر چلے ہیں اور جنکو اسکے دونوں ہاتھوں نے کیا ہے اور جنکو اس کے دونوں کانوں نے سُنا ہے اور جنکو اسکی دونوں آنکھوں نے دیکھا ہے اور جنکی بابت اسکے نفس نے بُرے وسوسے پیدا کئے ہیں معاف فرمادیگا ابوامامہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے یہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے چند مرتبہ سنا ہے اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے

اور اسکی سند پر حسن ہونا غالب ہے اور باب الوضو میں اسکے شواہد گذرے ہیں واللہ اعلم۔

اور حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے نماز پڑھتے ہوئے اسکی تمام خطائیں اسکے سر پر بلند ہوتی ہیں جب سجدہ کرتا ہے تو اسکے سر سے گرجاتی ہیں بس وہ نماز سے ایسی حالت میں فارغ ہوتا ہے کہ اسکی تمام خطائیں گرجاتی ہیں اسکو طبرانی نے کبیر اور صغیر میں روایت کیا ہے اسکی سند میں اشعث بن اشعث سعدانی ہیں میں انکے حالات سے ناواقف ہوں۔

اور حضرت ابو عثمانؓ سے مروی ہے کہ میں حضرت سلمانؓ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا حضرت سلمان نے اسکی ایک خشک ٹہنی پکڑی اور اسکو ہلایا حتیٰ کہ اسکے پتے جھڑ گئے پھر فرمایا کہ اے ابو عثمان تم دریافت نہیں کرتے کہ یہ میں نے کیوں کیا میں نے عرض کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا فرمایا کہ اس طریقہ پر میرے ساتھ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا میں بھی آپ کے ہمراہ ایک درخت کے نیچے تھا آپ نے اسکی ایک خشک ٹہنی پکڑ کے ہلا کر پتے جھاڑ دیتے اور فرمایا کہ اے سلمان تم مجھسے دریافت نہیں کرتے کہ میں نے ایسا کیوں کیا میں نے عرض کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں فرمایا کہ مسلمان جب اچھی طرح سے وضو کرتا ہے پھر پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہے تو اسکے تمام گناہ اسیطرح جھڑ جاتے ہیں جیسے یہ پتے اس ٹہنی سے جھڑ گئے اور پھر اسکی سند میں کلام مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی اقم الصلوۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات ذلک ذکری للذاکرین۔ ترجمہ دنکے دونوں جانبوں میں یعنے صبح شام میں اور رات کے کچھ حصہ میں نماز قائم کرو (ادا کرو) یقیناً نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے واسطے نصیحت ہے اسکو احمد و النسائی اور طبرانی نے روایت کیا ہے اسکے تمام راوی بجز علی بن یزید کے حدیث صحیح میں معتبر سمجھے جاتے ہیں۔

۱۵۰

اور حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ میری جان اسکے

قبضہ میں ہے تین مرتبہ آپ نے یہی قسم کھائی پھر روتے ہوئے زمین پر گرے اور ہم میں سے بھی تمام آدمی روتے ہوئے گر گئے ہم نہیں جانتے تھے کہ کیا قسم کھائی پھر آپ نے سر اُٹھایا اور آپ کے چہرہ پر بشاشت نمودار تھی اور ہم کو یہ خوشی جناب کی سُرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب تھی فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ پانچوں نمازیں پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور زکوٰۃ نکالے اور ساتوں کبیرہ گناہوں سے احتراز کرے اور پھر اسکے واسطے جنت کے آٹھوں دروازے نہ کھل جائیں حتیٰ کہ دروازے (کھلے ہوئے ہونے کی وجہ سے) ہلنے اور بجنے لگینگے پھر آپ نے اس آیت شریف کی تلاوت فرمائی

ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم وندخلکم مدخلا کریما۔ **ترجمہ** اگر ممنوعات میں سے کبائر سے بچتے رہوگے تو تمہاری تمام بدیوں کا کفارہ ہم کردینگے اور تم کو ایک محترم مکان یعنے جنت میں داخل کردینگے اس حدیث کو حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے۔

۱۵۱ اور حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ ہماری نماز (میں خیال کرتا ہوں کہ فرمایا) عصر سے فارغ ہوتے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ تم سے بیان کروں یا خاموش ہو رہوں حضرت عثمان کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر بہتر ہے تو فرمائیے اور اگر کچھ اور ہے تو اللہ اور اسکے رسول زیادہ جانتے ہیں فرمایا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ وہ طہارت حاصل کرے اور خدا نے جو طہارت فرض کی ہے اسکو کامل کرے پھر پانچوں نمازیں ادا کرے تو وہ نمازیں تمام گناہوں کا کفارہ نہ ہوجاتی ہوں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت عثمان نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں تم سے ایسی حدیث بیان کرتا ہوں کہ اگر اللہ کی کتاب میں نہ ہوتی تو تم سے نہ بیان کرتا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ کوئی آدمی وضو کامل کرکے نمازیں نہیں پڑھتا ہے کہ ان نمازوں کے درمیان اور قریب قریب کے تمام گناہ بخشے نہ جاتے ہوں اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص نماز کے واسطے وضو کامل کرے پھر نماز فرض کی طرف چلے اور اسکو لوگوں کے ساتھ جماعت میں یا مسجد میں ادا کرے اسکے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ کوئی مسلمان آدمی ایسا نہیں ہے کہ اسپر فرض نماز کا وقت آئے اور وہ عمدہ طریقہ پر وضو کرے اور خشوع و خضوع کے ساتھ سجدہ اور رکوع کرے تو اسکی وہ نمازیں اسکے تمام پہلے گناہوں کا کفارہ نہ ہو جاتی ہوں جبتک کہ کبائر سے باز رہے اور یہ سلسلہ تمام زمانہ رہتا ہے۔

اور حضرت ابو ایوب انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر نماز تمام پہلی خطاؤں کو ساقط کر دیتی ہے اسکو امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔

۱۵۲ اور حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام حارث نے فرمایا ہے کہ ایک روز حضرت عثمان بیٹھے تھے اور ہم بھی انکے ساتھ بیٹھے تھے مؤذن آیا تو آپ نے پانی برتن میں منگایا کہ اسمیں ایک مدہ پانی آتا ہے اور وضو کیا پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے فرمایا کہ جو اس جیسا وضو کرے پھر کھڑے ہو کر ظہر کی نماز پڑھے تو اسکے فجر اور ظہر کے درمیان کے جو کچھ گناہ ہیں بخشے جائینگے پھر عصر کی نماز پڑھے تو عصر ظہر کے درمیان کے پھر مغرب کی نماز پڑھے تو بخشے جائینگے وہ تمام گناہ جو مغرب اور عشاء کے درمیان کئے اور یہ ایسی نیکیاں ہیں جو لیجاتی ہیں بدیوں کو لوگوں نے عرض کیا کہ یہ تو نیکیاں ہوئیں یہ فرمایئے کہ وہ باقیات الصالحات کیا ہیں فرمایا کہ وہ لا إله الا الله وسبحان الله والحمد لله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله ہیں اسکو امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا ہے اور ابو یعلے اور بزار نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔

اور حضرت جندب بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(باقی آئندہ)

خلاف ہے کہ یہ قوم کے محتاج ہیں البتہ اگر وہ تم سے مانگیں تو انکو جو چاہو سو کہو سو خدا کا شکر ہے کہ انکو اپنے کھانے پینے کی کچھ بھی فکر نہیں ہوتی انکو خدا پر پورا بھروسہ ہوتا ہے چنانچہ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ تم کہاں سے کھاتے ہو کہنے لگے کہ ہم خدا کے مہمان ہیں اور مہمانی تین دن ہوا کرتی ہے اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک ایک دن ہزار برس کا ہوتا ہے پس تین ہزار برس تک تو اللہ تعالےٰ کے مہمان ہیں بعد میں آکر دریافت کرنا کہ کہاں سے کھاتے ہو حضرات خدا کی قسم اسوقت بھی ایسے خدا کے بندے موجود ہیں کہ لوگ ان کو دیتے ہیں اور وہ نظر بھی نہیں کرتے تو انکی یہ حالت ہے کہ اپنے محبوب میں ایسے مشغول ہیں کہ کسی دوسرے کیطرف دھیان بھی نہیں ہوتا ملک نیمروز کے بادشاہ نے ایک بزرگ کو لکھا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنا آدھا ملک نیمروز آپکے حوالہ کردوں آپ نے جواب میں لکھا کہ مجھے ملک نیمروز کی ہوس نہیں ہے اگر اسکی ہوس ہو تو میرا نصیبہ خدا کرے سیاہ ہو جائے آپ نے جو ملک نیمروز دینے کو لکھا ہے تو مجھے نہیں چاہیئے میرے نزدیک اسکی حقیقت ایک جو کے برابر بھی نہیں۔ غور کیجئے کہ بادشاہ کی طرف سے اصرار ہے اور انکی طرف سے سو کہا جواب کہ ہم کو کوئی ضرورت نہیں تو جب وہ آپ سے مانگتے نہیں تو آپ کو کیا فکر ہے اور جب یہ بات ہے تو آپ کیوں پوچھتے ہیں کہ یہ کہاں سے کھائینگے اور اگر کہئے کہ اس جواب سے تو اطمینان نہ ہوا کیونکہ اسمیں یہ تو پتہ ہی نہ چلا کہ آخر کہاں سے کھائینگے تو صاحبو یہ جواب تو میں نے اعتراض کرنے والوں کی رعایت کرکے دیدیا تھا کہ انکی رسوائی نہ ہو لیجئے اب میں اصلی جواب دیتا ہوں لیکن اسمیں انکی رسوائی ہوگی اس جواب کے لئے اول میں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ اگر کسی شخص نے نکاح کیا ہو اور جب بیوی اسکے گھر آئی تو وہ بیوی سے پوچھنے لگا کہ تم نے نکاح تو کر لیا مگر یہ تو بتلاؤ کہ تم کھاؤ گی کہاں سے تو وہ بیوی اسکو کیا جواب دیگی ظاہر ہے کہ یہ جواب دیگی کہ میاں تمہاری جیب سے لیکر کھاؤنگی اور کہیگی کہ تم کو یہ پوچھتے ہوئے شرم نہیں آتی اس سوال سے خود اپنی بے غیرتی ظاہر کر رہے ہو اور یہ جواب نہایت سچا اور حق جواب ہوگا جب یہ مثال سمجھ میں آگئی تو اب

۱۳

میں اُس سوال کا جواب دیتا ہوں کہ یہ لوگ انہیں اعتراض کرنے والوں کی جیبوں سے وصول کرکے کھائینگے اور اس سوال سے یہ اپنی قلعی کھول رہے ہیں کہ ہم میں غیرت نہیں ہے کہ دین کے خادموں کی خدمت کو ضروری نہیں سمجھا حالانکہ انکی خدمت کرنا انکے ذمہ ہے کیونکہ شرع کا مسئلہ ہے کہ جو شخص کسی کے کام میں گھرا ہوا ہو اسکا سارا خرچ اسکے ذمہ ہوگا جسکے کام میں وہ گھرا ہوا ہے چنانچہ بیوی کا سارا خرچ اسی لئے شوہر پر واجب ہے چنانچہ اگر وہ خود اپنے ماں باپ کے گھر چلی جائے تو شوہر پر اُسکا خرچ نہیں ہوتا حالانکہ بیوی اُسوقت بھی رہتی ہے پس معلوم ہوا کہ شوہر پر نان و نفقہ واجب ہونے کی بھی یہی وجہ ہے کہ بیوی اُسکے کاموں میں گھری رہتی ہے اسیطرح قاضی کا خرچ مسلمانوں کے خزانہ میں سے دیا جاتا ہے کیونکہ وہ لوگوں کی ضرورت میں گھرا ہوا ہے اب دیکھیے کہ مسلمانوں کا خزانہ حقیقت میں ہے کیا چیز وہ وہی روپیہ ہے جو مسلمان بادشاہ کو دیکر خزانہ میں جمع کراتے ہیں سو وہ حقیقت میں مسلمانوں کا چندہ ہوتا ہے مگر چندہ ذلیل لفظ ہے اور خزانہ باعزت لفظ ہے لیکن حقیقت دونوں کی ایک ہی ہے۔ چنانچہ بادشاہ کو جو بادشاہی خزانہ سے تنخواہ ملتی ہے وہ خزانہ مسلمانوں کا چندہ ہی تو ہوتا ہے جو پیسہ پیسہ دو دو پیسہ جمع ہوکر خزانہ ہوجاتا ہے تو اگر یہ ذلت ہے تو بادشاہ نے یہ کیوں لیا بلکہ جتنے بھی بڑے بڑے سرکاری ملازم ہیں سب کو تنخواہ اسی مد میں سے ملتی ہے کیونکہ وہ بھی رعایا کے کاموں میں ایسے پھنسے ہوتے ہیں کہ اگر دوسرا کام کریں تو مجرم سمجھے جاتے ہیں کیونکہ انکے دوسرے کام میں مشغول ہوجانے سے رعایا کے کاموں میں خلل پڑتا ہی اور لیجئے جب کسیکو گواہی میں طلب کیا جاتا ہے تو اسکی خوراک دیجاتی ہے اور اسکی مقدار سب کے لئے برابر نہیں ہوتی بڑے آدمی کے لئے زیادہ اور ادنٰے درجہ کے آدمی کی کم ہوتی ہے اسکی بھی یہی وجہ ہے کہ گواہ اتنی دیر کے لئے اسکے کام میں گھر جاتا ہے اسلئے جبتک گواہی میں گھرا رہتا ہے اُسوقت تک کا خرچ اُس شخص کو دینا پڑتا ہے جو گواہی میں طلب کراتا ہے یہ مسئلہ ایسا ظاہر ہے کہ کافروں تک نے

۱۴

بھی اسے سمجھا ہے تو جب دین کے خادم قوم کے دینی کاموں میں لگے ہوئے ہیں اور
دین کے کام کے ساتھ وہ دوسرا کام نہیں کر سکتے کیونکہ اسطرح کام ٹھیک نہیں
ہو سکتا تو وہ بھی اپنا خرچ قوم سے لینگے اور اگر یہاں نہ ملے گا تو خدا تعالےٰ کے یہاں
نالش کر کے لیں گے غرضکہ یہ مسئلہ قرآن حدیث سے بھی ثابت ہے اور عقل سے
بھی ثابت ہے مگر چونکہ ہماری قوم کو اُسوقت تک تسلی نہیں ہوتی جبتک کہ وہ دوسری قوموں کو
بھی کوئی کام کرتے نہ دیکھ لیں اسلئے ایک تیسری دلیل بھی بیان کرتا ہوں آپکو معلوم
ہے کہ آریہ اپنے مذہب کے پھیلانے میں بہت کوشش سے کام کر رہے ہیں۔
انھوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ ایک جماعت اُن میں مذہب ہی کی حمایت کرنیکے لئے ہے
اور تمام قوم اس جماعت کے خرچوں کی ذمہ دار ہو صاحبو افسوس کی بات ہے کہ ایک
ایسی قوم جسکے پاس مذہبی جماعت نہ تھی اس نے تو مذہبی جماعت تیار کرنے کی کوشش
کی اور تمہارے پاس ایک بڑی ساری جماعت موجود ہے اور تم اُسکے توڑنے کی فکر میں
ہو لیکن یاد رکھو کہ اگر تم انکے خرچ کی ذمہ داری نہ بھی کرو بلکہ تمام لوگ اس جماعت کی
مخالف ہو جائیں اور سب اسکو دینا اور مدد کرنا بند کر دیں تب بھی یہ جماعت ایسے ہی
باقی رہیگی اور مولوی انشاءاللہ کھاتے ہی رہینگے اگر کہیئے کیونکر کھاتے رہینگے اور
کہاں سے انکو ملے گا تو لیجئے میں بتلاتا ہوں کہ کہاں سے اُنکو ملے گا قرآن شریف
میں ارشاد ہے کہ تم کو خدا تعالےٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے
مگر تم میں سے بعضے بخل کرتے ہیں اور اس بخل سے اپنا ہی نقصان کر رہے ہو ورنہ
خدا تعالےٰ کو کچھہ حاجت نہیں وہ بے پرواہ ہے اور تم محتاج ہو اگر تم اس سے بے رُخی
کرو گے تو خدا تعالےٰ تمہارے بدلے دوسری قوم کو پیدا کر دینگے اور وہ تم جیسے نہ ہونگے
(بلکہ وہ خرچ کرنے والے ہونگے) یعنے وہ تم جیسے کم ہمت بد دل نہ ہونگے تو حاصل
جواب کا یہ ہوا کہ اگر تم نہ دوگے تو خدا تعالےٰ دوسری قوم کو پیدا کر دینگے جو کہ دین
کی خدمت کریگی اب اگر کسیکو یہ شبہ ہو کہ یہ قوم کہاں سے پیدا ہوگی تو اسکا ایک جواب
تو یہ ہے کہ روزانہ پیدائش کا سلسلہ جاری ہے ہر روز بہت سے بچے دُنیا میں

15

پیدا ہوتے ہیں انہیں میں سے ایسی قوم پیدا ہو جاویگی اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اسوقت تمام جہان کے انسانوں کی حالت میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مسلمان ہیں وہ اسلام کی سکھائی ہوئی باتیں چھوڑ چھوڑ کر اس سے دور ہو رہے ہیں اور جو لوگ مسلمان نہیں وہ اسلام کی خوبیونکی وجہ سے اسکی طرف متوجہ ہوتے چلے جا رہے ہیں یہاں تک کہ شرع کے حکموں میں مصلحتیں بیان کرتے ہیں چنانچہ ایک ڈاکٹر نے مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کرنے کے متعلق لکھا ہے کہ مٹی بہت سے زخموں کا علاج ہے تو پیشاب میں جو مادہ تیزاب کا ہے اسکا نقصان روکنے کے لئے مٹی کا استعمال مصلحت ہے۔ اسیطرح ایک اور ڈاکٹر نے کہا ہے کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دیکھا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کتا برتن کو چاٹ جاتے تو اسکو سات مرتبہ دہو ڈالو ان سات دفعہ میں ایک دفعہ مٹی سے بھی دہو ڈالو اس ارشاد میں مجھے یہ خیال ہوا کہ مٹی سے دہونے کو کیوں فرمایا کیا سات مرتبہ پانی سے دہونا کافی نہیں آخر بہت دنوں کی چھان بین اور تلاش کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مٹی میں تھوڑا بہت نوشادر کا بھی میل ہے اور نوشادر سے کتے کے لعاب کا زہر دور ہو جاتا ہے مگر وہ ہر جگہ میسر نہیں اسلئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیز ارشاد فرمائی جو ہر جگہ میسر ہو اور آسانی سے میسر ہو یعنی مٹی۔ تو غیر مسلموں کی تو یہ حالت ہے اور مسلمانونکی وہ حالت ہے کہ اسلام کی سکھائی ہوئی باتوں کو چھوڑتے جاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سامان ہے اس دن کا جسمیں عجب نہیں کہ ایسے ناقدرے مسلمان تو اسلام سے باہر ہو جائیں اور ایسے غیر مسلم مسلمان ہو جائیں اور اگر مسلمانونکو اس بات کا خیال ہے کہ یہ برا دن نہ دیکھنا پڑے اور اسلام کی حفاظت کی نیکبختی تمہارے ہی نام رہے تو سنبھلو اور کام میں مشغول ہو جاؤ ورنہ مسلمانوں کا ہرا بھرا کھیت سو کہا جاتا ہے لیکن اب بھی کچھ نہیں گیا اگر یہ ذرا سی بھی توجہ کریں تو کافی ہوگا ورنہ مجھے اسوقت کی حالت سے سخت اندیشہ ہے غرض یہ معلوم ہو گیا کہ دین کے خادمونکی خدمت اور انکی مدد خود غیب سے ہوگی اب جسکا جی چاہے اپنے نفع کے لئے اس نیکبختی کو حاصل کرے

ورنہ دین کے خادم کسی شخص کے محتاج نہیں اور میں انجمن اور مدرسہ والوں کو بھی یہی رائے دیتا ہوں کہ وہ مانگنا بالکل چھوڑ دیں خدا تعالےٰ نے چاہا تو جسدن یہ ایسا کرینگے خدا تعالےٰ ان کو بہت کچھ دینگے انکا ارشاد ہے ویرزقہ من حیث لا یحتسب یعنی اور اللہ تعالےٰ رزق پہنچائینگے ایسی جگہ سے کہ (وہاں) اسکو گمان بھی نہ ہوگا۔ پس ایک جماعت تو ایسی ضرور ہونا چاہیئے جو بالکل دین کی خدمت میں لگی رہے مگر ہر شخص چونکہ دین کا خادم نہیں ہوسکتا اسلیئے بعض لوگوں کو یہ چاہیئے کہ کمائیں اور دوسروں کی مدد کریں اور اس حالت سے کوئی اللہ والوں کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ ہمارے طفیل میں کھاتے ہیں کیونکہ وہ سرکاری لوگ ہیں دیکھیئے گورنر جنرل کو بڑی بھاری رقم ہر مہینے ملتی ہے (اور وہ بھی اصل میں اسی چندہ سے ہوتی ہے جو رعایا سے وصول کرکے خزانہ میں جمع کیا جاتا ہے لیکن گورنر جنرل کو کوئی طفیلی نہیں کہتا) اور اسکو بہت بڑی رقم ملتی ہے حالانکہ ظاہر میں اسکو کوئی ایسا بڑا کام نہیں کرنا پڑتا لیکن صرف اس وجہ سے ملتی ہے کہ اسکا کام دماغی کام ہے تو اللہ والوں پر جو گذرتی ہے اور جیسا انکو دماغ سے کام لینا پڑتا ہے اگر آپ پر وہ حالت گذرے تو چند روز میں جنون ہوجائے اور یہیں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی ہوگی کہ اللہ والوں پر اپاہج ہونیکا الزام بھی بالکل غلط ہے وہ ہرگز اپاہج نہیں ہوتے ہاں وہ بدن کے اعتبار سے اپاہج ہیں لیکن انکی روح ایک بہت بڑے کام میں ہے انکی روح نے اُس بھاری بوجھ کو اُٹھایا ہے جسکے اُٹھانے کی پہاڑ بھی طاقت نہیں رکھتا اور زمین آسمان سے بھی نہیں اٹھ سکا تو جسکی روح اتنا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہے وہ اپاہج کیسے کہا جاسکتا ہے آپ کو کیا خبر ہے کہ ان پر کیا گذرتی ہے صاحبو وہ اُس شفقت میں مبتلا ہیں جسکا ایک نمونہ یہ ہے فلعلک باخع نفسک علی اثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا ترجمہ شاید آپ اُن کے پیچھے اس غم میں اپنی جان کو ہلاک کرنیوالے ہیں اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں غور کیجئے کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا گذرتی ہوگی جو یہ لفظ فرمایا گیا خلاصہ یہ کہ اکثر لوگ ایسے ہونے چاہئیں کہ وہ معاش حاصل کرینگے

۱۷

طرف متوجہ ہوں لیکن دیندار ہونا انکا بھی ضروری ہے اور شریعت کے حکموں پر چلنا
اور دین کی حفاظت کرنا انکو بھی لازم ہے صرف ضروری سمجھنے پر بس کرنا کافی نہیں
دیکھیے اگر کوئی جائداد کئی آدمیوں کے ساجھے میں ہو کہ ایک کے اسمیں آٹھ آنے
ہوں دوسرے کے چار آنہ تیسرے کے دو آنہ چوتھے کا ایک آنہ اور کوئی ظالم اس
جائداد پر زبردستی قبضہ کرنے لگے تو کیا ایک آنہ کا شریک خاموش ہو کر بیٹھے گا
ہرگز نہیں اس سے معلوم ہوا کہ شرکت کی چیز کی حفاظت تمام شریکوں کو چاہیئے اسیطرح
قرآن شریف مسلمانوں کی شرکت کی جائداد ہے اسلئے اسکی حفاظت بھی سب کو کرنا
چاہیئے اور اگر یہ کہیئے کہ یہ شرکت کی چیز نہیں تو مہربانی کر کے آپ ہم کو یہ بات لکھکر
دیدیجئے کہ ہماری اسمیں شرکت نہیں ہم اسکو مشہور کر دینگے پھر ان لوگوں سے ہم ہرگز
اسکی حفاظت کے لئے کلام نہ کرینگے اور خدا نے چاہا تو ایسا کوئی بھی نہ کریگا اور جب
یہ گوارا نہیں تو معلوم ہوا کہ آپ کے ذمہ بھی دین کی اور قرآن کی حفاظت ضروری ہی
اور دوسروں کو بھی اسکا حق ہے کہ وہ آپ سے زبردستی اسکی حفاظت کرائیں خواہ ١٨
مال لیکر یا کسی دوسرے طریقہ سے۔ اب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ چین و آرام ہر طرح کا
تو ہم کو رہے اور مصیبت و مشقت دوسروں پر رہے ہم جسطرح چلیں مولوی اسمیں
ہمارے تابع ہو جائیں اور ہماری بُری باتوں سے بالکل ہم کو نہ ہٹائیں میں ایسے
لوگوں سے کہا کرتا ہوں کہ پرانے مولوی تو تمہارے قابو سے نکل چکے ہیں وہ تو
تمہارے تابع نہیں ہونگے اُن سے تو یہ امید رکھنا فضول ہے البتہ تم اولاد کو دین
پڑھاؤ وہ تمہارے کہنے میں ہوگی ان سے اپنی مرضی کے موافق کام لے لینا مگر ہم نے
آجتک کسی ہمدرد قوم کو نہ دیکھا کہ اس نے قومی ہمدردی میں اپنی اولاد کو پڑھایا ہو کیونکہ
سمجھتے ہیں کہ علم دین پڑھکر ہماری اولاد کو یہ بڑے بڑے عہدے کہاں سے مل سکیں گے
اور اگر کسی شخص نے اپنی اولاد میں سے کسی بچہ کو علم دین پڑھانے کے لئے چھانٹا
بھی تو ایسے کو جو سب میں احمق اور کودن ہو۔ سبحان اللہ شریعت کے علم کی کیا
قدر کی ہے صاحبو غور کیجئے کہ جب سارے الو ہی پڑھیں گے تو وہ تو الو ہی رہینگے

مولوی منفعت علی صاحب سے ایک شخص نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ پہلے تو بڑے بڑے عالم ہوتے تھے جیسے امام رازی امام غزالی اب ایسے عالم کیوں نہیں پیدا ہوتے انھوں نے کہا کہ اُسوقت یہ قاعدہ تھا کہ قوم میں جو سب میں زیادہ سمجھدار ہوتا تھا وہ علم دین کے لئے چھانٹا جاتا تھا اور اب یہ قاعدہ ہے کہ جو سب میں احمق اور کودن ہو وہ علم دین کے لئے چھانٹا جاتا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اب بھی جو سمجھدار پڑھتے ہیں وہ امام غزالی اور امام رازی سے کم نہیں ہوتے۔ میرے ساتھ چلو اور عالموں کی حالت دیکھو تو معلوم ہو جائیگا کہ اسوقت بھی غزالی اور رازی جیسے عالم موجود ہیں اور ہر زمانہ میں پیدا ہوتے ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ ایسے عالم ہیں بہت کم اور وجہ اسکی یہی ہے کہ جو لوگ قابل ہیں وہ تو ادہر متوجہ نہیں ہوتے ورنہ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر بیس آدمی ایسے سمجھدار پڑھیں تو ان میں پندرہ غزالی اور رازی جیسے عالم ہو کر ضرور نکلیں گے اب بیچارے غریب غربا جولاہے دُھنے پڑھتے ہیں انکی سمجھ جیسی ہوتی ہے ویسے ہی عالم ہوتے ہیں اور یہ ہو نہیں سکتا کہ غریب غربا کے بچوں کو نہ پڑھایا جائے کیونکہ امیروں نے تو

16

خود پڑھنا چھوڑا اور ان سے ہم چھوڑا دیں تو پھر علم دین کس کو پڑھائیں دوسرے یہ کہ غریب غربا کیا کریں انگریزی تو پڑھ نہیں سکتے کیونکہ اسکے لئے بہت بڑی رقم چاہیئے اور عربی ہم نہ پڑھائیں تو یہ بیچارے تو بالکل ہی کورے رہے اور واقعی علم دین ایسی عجیب چیز ہے کہ اس میں محنت بھی کم اور خرچ بھی کم اور انگریزی میں محنت بھی زیادہ ہے خرچ بھی زیادہ۔ اور علم دین ایسا سستا ہے کہ اگر کوئی شخص اول سے اخیر تک ایک کتاب بھی نہ خریدے ہر کتاب اُسکو میسر آسکتی ہے اور ایسے بہت سے لوگ ہیں جنھوں نے تمام کتابیں مدرسوں ہی سے لیکر پڑھی ہیں اور انگریزی میں آپ ایک شخص کو بھی نہیں بتلا سکتے جس نے بی اے تک پڑھا ہو اور اسکو قریب قریب کل کتابیں نہ خریدنی پڑی ہوں اس سے معلوم ہوا کہ دینی تعلیم نہایت سستی ہے اور دنیاوی تعلیم نہایت ہی مہنگی ہے اسپر مجھے اپنے بھائی کی ایک بات یاد آگئی ایکمرتبہ انھوں نے والد صاحب سے کہا کہ اسکی کیا وجہ کہ آپ مجھ سے تو خرچ کا حساب لیتے ہیں اور بڑے

بھائی سے کچھ حساب نہیں لیتے حالانکہ میرا خرچ بھائی سے بہت زیادہ ہے مجھکو تو
اگر ایک قلم کی بھی ضرورت ہو تو وہ بھی آٹھ آنہ کو آئے گا اور وہ تو چھپر میں سے ایک
سینٹا نکالکر قلم بنالیں تو کارروائی ہوسکتی ہے تو دیکھئے علم دین کسقدر سستا ہے
اور یہی دلیل ہے اسکے ضروری ہونے کی کیونکہ قاعدہ ہے کہ جتنی کسی چیز کی زیادہ
ضرورت ہوتی ہے اسیقدر وہ سستی ہوتی ہے اور ہر جگہ میسر آسکتی ہے اور جسقدر
بیکار ہوتی ہے اسی قدر مہنگی ہوتی ہے اور کم ملتی ہے یہ خدا تعالےٰ کی عجیب قدرت
ہے اسی پر غور کرکے دیکھئے تو معلوم ہو کہ عربی بہت بڑے مرتبہ کی چیز ہے اور انگریزی
اسکے مقابلہ میں بہت کم مرتبہ کی ہے پس عربی کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہیئے
کیونکہ وہ زیادہ ضرورت کی چیز ثابت ہوئی اور انگریزی کی طرف کم توجہ ہونی چاہیئے
اور کم متوجہ ہونے کی اجازت بھی دیندارون کے لئے ہے ورنہ جنکے دین بگڑجانے
کا ڈر ہے انکو تو انگریزی سے بالکل روکا جائیگا وہ انگریزی کو بالکل چھوڑ دیں صرف
عربی کی طرف متوجہ ہوں یہانتک تو یہ ثابت ہوا کہ دین کی حفاظت کے لئے عربی ۲۰
پڑھنا ضروری ہے۔ اب میں اخیر درجہ کہتا ہوں کہ اگر خدا کے لئے عربی نہ پڑھو تو کم از کم
انگریزی ہی کے لئے عربی ضرور پڑھو بیان اسکا یہ ہے کہ عربی پڑھنے سے لیاقت
بڑھتی ہے اور اس لیاقت سے انگریزی تعلیم میں بہت مدد ملتی ہے میرے سب سے
چھوٹے بھائی مراد آباد کے انگریزی اسکول میں گئے وہاں انکی ذہانت اور سمجھ
کی یہ حالت تھی کہ تمام لوگ حیران تھے یہانتک نوبت پہنچ گئی تھی کہ انکے ماسٹر بھی
انکی ذہانت سے عاجز ہوگئے تھے ایک دفعہ یہ واقعہ ہوا کہ رمضان المبارک کا زمانہ
قریب آگیا اور اسکول کے لڑکوں نے چاہا کہ کسی حافظ کو بلاکر ایک قرآن سنیں
پرنسپل سے پوچھا تو جواب ملا کہ یہ نئی بات ہے اسکی اجازت نہیں مل سکتی بھائی
نے کہا کہ اگر قدیمی بات ہوتی تو کیا اجازت ملجاتی جواب ملا کہ ہاں ملجاتی۔ بھائی نے کہا
کہ اگر نئی بات اجازت کے لائق نہیں ہے تو چاہیئے کہ اسوقت کوئی قدیمی بات
نہ پائی جائے کیونکہ جو بات اب پرانی ہے وہ کسی نہ کسی وقت تو نئی ہوگی۔

(باقی آئندہ)

اور پورے طور پر ان سب کا محل وہ شخص ہے جو نسب کے عمود میں داخل ہے جیسے
باپ اور دادا اور بیٹا اور پوتا یہ لوگ سب سے زیادہ وراثت کے مستحق ہیں مگر وضع طبعی
کے اعتبار سے کہ جسپر قرناً بعد قرن عالم کی بنا ہے بیٹا باپ کا قائم مقام ہوتا ہے اور
اسکی لوگوں کو تمنا اور امید ہوا کرتی ہے اسی کی خاطر نکاح کرتے ہیں اور اولاد
کے پیدا ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور باپ کا بیٹے کی جگہ قائم ہونا وضع طبعی کا
مقتضی نہیں ہے اور نہ لوگوں کو اسکی آرزو اور امید ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر کسی شخص کو
اسکے مال میں اختیار دیدیا جائے تو یقیناً اسکے دل پر اولاد کی غمخواری باپ کی
غمخواری پر غالب ہوگی اسواسطے تمام لوگوں کا دستور ہے کہ اولاد کو باپ پر مقدم
سمجھتے ہیں اور پھر قائم مقام ہونے کا احتمال بھائی میں ہے اور پھر جو اسکے مانند بمنزلہ
قوت بازو کے ہیں اور اسکی قوم اور اسکے نسب کے ہیں باقی رہی خدمت اور
شفقت تو اسکا اول مظنہ قرابت قریبہ والی عورت ہے اور سب سے زیادہ ماں اور
بیٹی اس امر میں اسکی مستحق ہیں اور جو انکے مانند نسب کے عمود میں داخل ہیں اور بیٹی
بھی فی الجملہ باپ کے قائم مقام ہوتی ہے اور اسکے بعد ہمشیرہ کہ یہ بھی قائم مقامی سے
خالی نہیں پھر جس عورت سے علاقہ زوجیت کا ہے وہ خادم ہوتی ہے پھر ماں شریک
بھائی بہن ان عورتوں میں بنار میراث صرف خدمت و شفقت یا مع القرابت ہے باقی
عورتوں کے اندر حمایت اور قائم مقامی کے معنی نہیں پائے جاتے کیونکہ عورتیں بسا اوقات
غیر قوم میں نکاح کرلیتی ہیں اور اسی قوم میں داخل ہوجاتی ہیں البتہ بیٹی اور بہن میں
کسیقدر یہ معنی پائے جاتے ہیں لیکن عورتوں کے اندر محبت اور شفقت کے معنی
کامل طور پر پائے جاتے ہیں اور اس امر کا مظنہ اول بہت قریب کی قرابت جیسے
ماں اور بیٹی پھر بہن اور امر اول یعنی میت کی قائم مقامی کامل طور پر تو باپ اور بیٹے
میں پایا جاتا ہے اور انکے بعد بھائی پھر چچا میں اور امر ثانی یعنی شفقت سب سے
زیادہ باپ میں اور بیٹے میں پایا جاتا ہے پھر عینی اور اضافی بھائی میں پایا جاتا
ہے اور اسکا یہ مظنہ قرابت قریبہ ہے اسوجہ سے جو چچا کے لئے حکم ہے وہ

۴۹

پھوپھی کے لئے حکم نہیں ہے کیونکہ پھوپھی مصیبت کے وقت کام نہیں آسکتی ۔ جس طرح چچا کام آتا ہے اور پھوپھی قرابت میں بھی ہمشیرہ کے برابر نہیں ہے اور منجملہ اصول میراث یہ ہے کہ جب مرد و عورت ایک ہی درجہ کے ہوں تو مرد کو ترجیح دیجاتی ہے کیونکہ عزت کی حمایت کے لئے مرد ہی مخصوص ہیں اور اسکی یہ وجہ بھی ہے کہ مردوں پر نفقے بہت ہوتے ہیں پس زیادہ تر یہی مستحق ہیں کہ ان کو وہ مال دیا جاوے بخلاف عورتوں کے کہ یہ اپنے خاوندوں یا باپوں یا بھائیوں کے ذمہ ہوتی ہیں اور منجملہ ان اصول کے یہ ہے کہ جب وارثوں کی ایک جماعت پائی جائے تو اگر وہ سب وارث ایک مرتبہ کے ہیں تب تو اس ترکہ کی تقسیم ان سب پر ضروری ہے کیونکہ ایک کو دوسرے پر تقدم نہیں ہے اور اگر انکے درجے مختلف ہیں تو اسکی دو صورتیں ہیں یا تو وہ سب ایک نام اور ایک جہت میں داخل ہیں اور اس میں قاعدہ یہ ہے کہ قریب بعید کا حاجب ہو کر بعید کو میراث سے محروم کر دیتا ہے دوسری صورت یہ کہ انکے اسماء وجہات مختلف ہوں کہ اقرب حاجب ہوگا ابعد کا حاجب ہو کر ابعد کو محروم تو نہیں کرتا لیکن حصہ اسکا کم کر دیتا ہے ۔ منجملہ اُن اصول کے یہ ہے کہ سہام کہ جنسے حصوں کی تعیین ہوتی ہے انکے اجزاء ایسے ظاہر ہونا چاہئیں کہ محاسب و غیر محاسب سب اول وہلہ میں انکی تمیز کر سکیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول مبارک میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب یعنی ہم امی لوگ ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں کیونکہ جس چیز سے تمام مکلفین کو خطاب کیا جائے اس میں یہ بات ضروری ہے کہ ایک تو اسکے حساب کرنے میں تعمق و غور کی حاجت نہ ہو اور دوسرے ظاہر نظر میں کمی و بیشی کی ترتیب اسمیں معلوم ہو جاوے لہذا شرع نے سہامات میں سے دو قسم کے سہام اختیار کئے ہیں ایک تو ثلثین اور ثلث اور سدس اور دوسرے نصف ربع ثمن کیونکہ ان دونوں کا مخرج اصلی دو اول کے عدد یعنی دو اور تین اور ان دونوں میں تین مرتبہ پائے جاتے ہیں کہ ان تینوں میں اوپر کو جاتے ہوئے تو نسبت ضعف

۵۰

کی ہے اور نیچے اترتے ہوئے نسبت نصف کی ہے اور اس میں کمی وبیشی کا بالکل ظاہر ومحسوس ہونا بالکل اقرب ہے۔

مرد کا حصہ عورت سے دو چند ہونیکی وجہ

خدا تعالےٰ فرماتا ہے یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک وان کانت واحدۃ فلھا النصف ترجمہ یعنی سکھاتا ہے تم کو اللہ تعالےٰ تمہاری اولاد میں (میراث بانٹنا) کہ مرد کے لئے برابر دو عورتوں کے حصہ ہے پھر اگر عورتیں دو سے زیادہ ہوں پس ان کو میت کے ترکہ کا دو ثلث ہے اور اگر ایک ہے تو اسکے لئے نصف ہے مرد کا حصہ عورت سے دو چند ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا۔ ترجمہ یعنی مرد حاکم ہیں عورتوں پر اسلئے کہ خدا تعالےٰ نے بعض کو بعض پر بزرگی وفضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ انہوں نے مال خرچ کئے ہیں اپنی عورتوں کی حاجتوں میں۔

51

اکیلی بیٹی کو نصف حصہ میراث ملنے کی وجہ

اکیلی بیٹی کے لئے نصف ترکہ مقرر ہوا کیونکہ جب اکیلا بیٹا ہوتا ہے تو اسکو سارا مال ملتا ہے پس بمقتضائے تضعیف ابن جو کہ للذکر مثل حظ الانثیین سے مفہوم ہے اکیلی بیٹی نصف میراث کی مستحق ہے۔

دو اور دو سے زیادہ بیٹیوں کو دو ثلث ملنے کیوجہ

دو کو دو ثلث اس لئے ملتے ہیں کہ اگر بیٹی کے ساتھ بیٹا ہوتا تو اس بیٹی کو ثلث ملتا اسلئے دوسری لڑکی کے ہونے سے بطریق اولیٰ ثلث سے کم نہ ہونا چاہیئے یہی تقریر دوسری بیٹی کے حق میں جاری ہے اور چونکہ بنات کا تلثین سے

زیادہ ہے ہی نہیں اسلئے اگر زیادہ بھی ہونگی اسی ثلثین میں سب شریک ہونگی۔

میّت کی اولاد ہو تو اسکے والدین میں سے ہر ایک کیلئے چھٹا حصّہ مقرر ہونے کی وجہ

خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان لہ ولد فان لم یکن لہ ولد و ورثہ ابواہ فلامہ الثلث فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس۔ ترجمہ یعنی میت کے والدین میں سے ہر ایک کا حصہ چھٹا ہے اس مال میں سے جو میت چھوڑ کر مرے بشرطیکہ اس میت کے اولاد ہو پس اگر میت کے اولاد نہیں ہے اور والدین وارث ہوں تو میت کی والدہ کا تیسرا حصّہ میراث میں سے ہے اور اگر میت کے بھائی موجود نہیں تو میت کی والدہ کو چھٹا حصہ ملتا ہے۔

یہ بات تم کو واضح ہو چکی ہے کہ بہ نسبت والدین کے اولاد میراث کی زیادہ تر مستحق ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ ان کو دو ثلث اور والدین کو ثلث دیا جائے تاکہ زیادت استحقاق ظاہر ہو اور باپ کا حصّہ ماں کے حصہ سے زیادہ اسلئے نہیں مقرر کیا گیا کہ بیٹے کے قائم مقام ہونے اور اسکی معاونت کے اعتبار سے باپ کی فضیلت عصبہ ہونے کی ایک مرتبہ اعتبار کیجا چکی ہے تو اسی فضیلت کا دوبارہ حق تضعیف میں اعتبار نہ ہوگا۔

میّت کے اولاد نہ ہو تو سارا ترکہ والدین کو ملنے کی وجہ

جس صورت میں میت کے اولاد نہ ہو تو والدین سے زیادہ تر کوئی حقدار نہیں ہے لہذا سب ترکہ والدین کو ملیگا اور باپ کو ماں پر فضیلت ہوگی اور اس مسئلہ میں جس فضیلت کا اعتبار کیا گیا ہے وہ فضیلت تضعیف نہیں فضیلت عقوبت ہے۔

میت کے ماں اور بھائی بہن ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملنے کی وجہ

اگر ماں اور بھائی بہن وارث ہوں اور بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ دیا جائیگا کیونکہ یہ اخوت والے عصبہ نہیں ہیں اور دور جاکر عصبات موجودہ میں تو چونکہ عصبیت اور شفقت و محبت باہم برابر نہیں اسلئے نصف ان کو اور نصف انکو ملیگا اور پھر وہ نصف جو شفقت کا حصہ ہے ماں پر اور اسکی اولاد پر تقسیم ہوگا اور چونکہ ماں کا چھٹے حصہ سے کبھی کم نہیں ہوتا اسلئے اتنا تو ماں کو دینگے اور باقی ان اولاد کو جو کہ میت کے بھائی ہیں دلایا جائیگا اور اگر یہ اخوت والے عصبات ہیں تو ان میں قرابت قریبہ وحمایت دونوں جمع ہوگئیں اور بسا اوقات انکے ساتھ اور وارث بھی ہوتے ہیں مثلاً بیٹی اور بیٹے اور خاوند پھر اگر ماں کو چھٹے حصے سے زائد دیدیں تو اوروں پر تنگی ہوگی۔

۵۳

ترکہ زوجہ سے بشرط عدم اولاد خاوند کو نصف اور بشرط اولاد چوتھائی حصہ ملنے کی وجہ اور ترکہ خاوند سے زوجہ کو چوتھائی حصہ اور بشرط اولاد آٹھواں حصہ ملنے کی وجہ

خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد فان کان لھن ولد فلکم الربع مما ترکن من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین۔ ترجمہ یعنی تم کو تمہاری بیویوں کے ترکہ کا نصف حصہ ملیگا بشرطیکہ انکے اولاد نہ ہو پس اگر انکے اولاد ہو تو تم کو تمہاری بیویوں کے ترکہ میں سے چوتھائی حصہ ملیگا ان کی وصیت وادائے قرض کے بعد۔

اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیۃ توصون بہا او دین - ترجمہ یعنی تمہاری بیویوں کو تمہارے ترکہ میں سے اگر تمہارے اولاد نہو تو چوتھائی حصہ ہے پھر اگر تمہاری اولاد ہے تو بیویوں کو تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ملیگا بعد اس وصیت کے جو تم نے کی ہے اور بعد ادائے قرض کے خاوند کو ترکہ اسلئے ملتا ہے کہ اسکو بیوی اور اسکے مال پر قبضہ ہوتا ہے پس بالکل مال کو اسکے قبضہ سے نکالنے میں اسکی ضرر رسانی ہے اور بیوی خاوند سے اپنی خدمت اور ہمدردی اور محبت کا صلہ سے لیتی ہے لہذا خاوند کو بیوی پر فضیلت ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے الرجال قوامون علے النساء - یعنی مرد عورتوں پر حاکم ہیں پھر اسبات کا بھی اعتبار کیا گیا ہے کہ انکے باہم توارث میں سے اولاد پر بھی تنگی نہ ہو اسلئے یہ حصص مناسب و متفاوت مقرر کیئے گئے۔

۵۴ (**تنبیہ**) ہمیں سخت تعجب آتا ہے اور لوگوں پر کہ جب کوئی بیوہ عورت نکاح کر لیتی ہے تو جس حصہ کی وہ مالک ہوتی ہے ورثہ اس سے لے لیتے ہیں حالانکہ از روئے قانون شرع اسلام وہ اختیار رکھتی ہے کہ نکاح کرنے کے وقت وہ اپنا حصہ بیچ ڈالے یا اپنے پاس رکھے اور قابض رہے ایسے ہی سخت غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں وہ لوگ جو بیوہ اور مطلقہ سے بطور ملک دیا ہوا زیور واپس لے لیتے ہیں حالانکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتموھن ترجمہ یعنے تم کو حلال نہیں ہے کہ مطلقہ و بیوہ عورتوں سے دیا ہوا کچھ مال واپس لو الا بشرط خلع کہ اسمیں عورت مال ہی دیکر نارضی خاوند سے حاصل کرتی ہے۔

لاولد میّت کے وارثوں کو کم و بیش حصّے ملنے کے وجوہ

اللہ تعالےٰ ایک جگہ فرماتا ہے وان کان رجل یورث کللۃ او امراۃ و لہ اخ او اخت فلکل واحد منھما السدس وان کانوا اکثر من ذلک فھم شرکاء

فی الثلث۔ ترجمہ یعنے اور اگر وہ شخص جسکا ترکہ تقسیم ہوتا ہے کلالہ ہو یعنے اسکے اولاد اور باپ نہ ہو اور اسکے بھائی یا بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر وہ زیادہ ہوں تو سب ثلث میں شریک ہونگے اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔ یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ ان امرء ھلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلھا نصف ما ترک وھو یرثھا ان لم یکن لھا ولد فان کانتا اثنتین فلھما الثلثان مما ترک وان کانوا اخوۃ رجالا ونساء فللذکر مثل حظ الانثیین ترجمہ یعنے تجھ سے مسئلہ دریافت کرتے ہیں لاولد میت کے ترکہ کے متعلق تو کہدے کہ خدا تعالےٰ تم کو لاولد میت کے ترکہ کے متعلق یہ فتوی دیتا ہے کہ اگر کوئی مرد مرجاوے جسکے اولاد نہ ہو اور اسکی بہن ہو تو اسکی ایک بہن کو اس مرد کے ترکہ کا نصف ملیگا اور وہ مرد اس بہن کا وارث ہوگا اگر اسکے اولاد نہیں ہے پھر اگر دو بہنیں ہوں تو اُن دونوں کو اسکے ترکہ میں سے دو ثلث ملیگا اور اگر میت کے بھائی اور بہن مخلوط ہوں تو مرد کو عورت سے دوچند ملیگا یہ آیت بالاجماع باپ شریک یا ماں باپ شریک کی اولاد میں ہے اور کلالہ کے تقسیم حصص کی حقیقت بھائی اور بہن کے حصوں کی خلاسفی میں ظاہر کی گئی ہے اس سرخی میں میت کے ماں اور بھائی بہن ہونگے۔

میت کے چچا اور اسکی اولاد کے مستحق وراثت ہونے اور اسکی خالہ کے میراث سے محروم ہونیکی وجہ

میت کے چچا کی اولاد کا مستحق وراثت ہونا اور اسکی خالہ جو کہ اسکی ماں کیطرف سے ہوتی ہے اسکے میراث میت سے محروم رہنے کی وجہ یہ ہے کہ چچا کی اولاد میں میت کی پشتی وطرفداری وحمایت وامداد وسوالات زندگی میں زیادہ ہوتی ہے اور والدہ کے رشتہ دار اجنبیوں کی طرح ہیں وہ تو اپنے باپوں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں لہذا وہ بمنزلہ بیٹیوں کے اقربا کے ہوتے ہیں۔

عذاب وثواب قبر پر اعتراضات اور حضرت ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے ان پر فلسفیانہ جوابات

حضرت ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مندرجہ ذیل اعتراضات عذاب وثواب قبر کے متعلق پیش کئے گئے کہ ملحد وزندیق منکران عذاب وثواب قبر کو ہم کیا جواب دیں جو کہتے ہیں کہ قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے گڑھا یا بہشت کے باغوں میں سے باغ کیونکر ہو سکتی اور کیونکر کشادہ اور تنگ ہو سکتی ہے جبکہ میت نہ اس میں بیٹھ سکتی ہے اور نہ کھڑی ہو سکتی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم قبر کھودتے ہیں تو اس میں نہ تو اندھے اور گنگے فرشتے دیکھتے ہیں جو مردوں کو لوہے کے گرزوں اور ہتوڑوں سے مارتے ہوں اور نہ وہاں سانپ اور اژدہے دیکھتے ہیں اور نہ بھڑکتی ہوئی آگ ہم محسوس کرتے ہیں اور اگر میت کے احوال میں سے کوئی حال قبر کھود کر معلوم کریں تو ہم میت کو اسی ایک ہی حالت غیر متغیرہ پر پاتے ہیں اور ہم اگر اسکی آنکھ پر سیاب اور اسکے سینہ پر رائی کا دانا رکھیں تو ہم اسکو اسی ایک ہی حالت غیر متغیرہ پر پاتے ہیں اور مردہ پر تا مد نظر قبر کسطرح فراخ یا تنگ ہو سکتی ہے حالانکہ ہم اسکو اسی ایک حالت پر دیکھتے ہیں اور قبر کی کشادگی کو اسی حد پر پاتے ہیں جس حد پر کہ ہم نے اسکو کھودا تھا نہ زیادہ ہوتی ہے اور نہ تنگ ہوتی ہے اور قبر کی لحد میں تنگی کسطرح ممکن ہو سکتی ہے اور فرشتے اور وہ صورت جو مردہ کے ساتھ انس پکڑیں یا اسکو ڈراویں قبر میں کسطرح سما سکتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہر ایک بات جو عقل و مشاہدہ کے برخلاف ہو وہ کہنے والے کی قطعی خطا ہے وہ کہتے ہیں مصلوب کو ہم مدت دراز سے لکڑی پر آویزاں دیکھتے ہیں وہاں پر نہ اس سے منکر ونکیر کا سوال ہوتا ہے نہ وہ حرکت کرتا ہے اور نہ اسکے جسم پر آگ دہکتی ہوئی دیکھی جاتی ہے اور جسکو درندوں نے پھاڑ کھایا ہو اور پرندوں نے نوچ لیا ہو اور اسکے ٹکڑے درندوں کے پیٹوں اور پرندوں کے پوٹوں

(باقی آئندہ)

56

می شکست آن بند زان بانگ بلند
ہر طرف میرفت چاقا چاق بند

یعنی اُس نے اُس آواز بلند کی وجہ سے سارے بند توڑ ڈالے اور ہر طرف کو چلتا تھا اس حال میں کہ وہ بند تڑاق پڑاق ہوتے تھے مطلب یہ کہ تمام رسیاں وغیرہ کو توڑ تاڑ اب اُس نے ادہر سے اُدہر اور اُدہر سے ادہر ٹہلنا شروع کیا اسلئے کہ وہ اس غُل سے پریشان ہوگیا اس لئے کہ اژدحام بھی تو شاید پانچ چھ لاکھ آدمیوں کا تھا اسلئے کہ آگے معلوم ہوگا کہ جب لوگ بھاگے تو بہت سے آدمی کچلکر مرگئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بے انتہا مجمع ہوگا جب تو یہ نوبت آئی۔

بندہا بشکست بیرون شد ز زیر
اژدہائے زشت غرّان ہمچو شیر

یعنی اُس نے اُن بندوں کو توڑ دیا اور اُن کے نیچے سے ایک اژدہائے عظیم شیر کیطرح غراتا ہوا باہر نکلا۔

در ہزیمت بس خلائق کشتہ شد
از فتادہ وکشتگان صد پشتہ شد

یعنی بھاگنے میں بہت سی مخلوق ماری گئی اور مرے ہوئے اور گرے ہوئے لوگوں کے سو پشتے ہوگئے یعنی تمام پشتے لگ گئے اسقدر آدمی بھاگنے میں مرے نعوذ باللہ اللہ ایسی بلا سے بچادے۔

مارگیر از ترس بر جا خشک گشت
کہ چہ آوردم من از کہسار و دشت

یعنی سپیرا تو ڈر کے مارے وہیں سوکھ گیا کہ میں جنگل اور پہاڑ سے یہ کیا لے آیا یعنی بیچارا بہت ہی پچھتا رہا تھا اور اسکی ایسی مثال ہوئی جیسے۔

گرگ را بیدار کرد آن کور میش
رفت نادان سوئے عزرائیل خویش

یعنی اُس اندھی بھیڑنے گرگ کو جگا دیا اور نادان اپنی موت کی طرف گیا اسلئے کہ نہ تو اسکو لاتا اور نہ یہ حالت ہوتی تو اور لوگ تو خیر بھاگ بھی گئے مگر یہ تو اس قابل بھی نہ رہا کہ بھاگ سکے بس وہیں بیٹھا کا بیٹھا ہی رہ گیا۔

اژدہا یک لقمہ کرد آن گیج را ‌ ‌ ‌ سہل باشد خون خوری حجّاج را

یعنی اژدہا نے اُس احمق کا ایک لقمہ کیا اور حجاج کو تو خون خوری آسان ہوتی ہی ہے حجاج سے مراد وہ اژدہا مطلب یہ کہ جسطرح کہ حجاج کو خون خوری آسان تھی اسیطرح اس اژدہا کو بھی اس شخص کو کھا لینا آسان تھا اب اسکو نگل تو گیا مگر چونکہ سالم نگلا تھا اسلئے سب ہڈیاں وغیرہ ویسی ہی اسکے پیٹ میں تھیں تو اس سپیرے کی ہڈیوں کو توڑنے کے لئے اُس اژدہا نے یہ حرکت کی کہ۔

خویش را بر استنی پیچید و بست ‌ ‌ ‌ استخوانِ خوردہ را در ہم شکست

۱۴۶

یعنی اپنے آپ کو ایک ستون پر لپیٹا اور باندھا اور اُس کھائے ہوئے کی ہڈیوں کو توڑ دیا (الٰہی توبہ الٰہی توبہ) یعنی کسی ستون سے لپٹ کر اپنے کو زور سے دبایا تو پیٹ میں اوسکی ساری ہڈیاں ٹوٹ گئیں نعوذ باللہ۔ آگے مولانا فرماتے ہیں۔

نفست اژدرہاست او کی مردہ است ‌ ‌ ‌ از غم بے آلتی افسردہ است

یعنی تیرا نفس ایک اژدہا ہے وہ مردہ کب ہے (بلکہ) بے سامانی کی وجہ سے افسردہ ہو رہا ہے۔

گر بیابد آلت فرعون او ‌ ‌ ‌ کہ بامرِ او ہمی رفت آب جو

یعنی اگر یہ سامان فرعون پائے کہ اسکے حکم سے ندی کا پانی چلا کرتا تھا۔

آنگہ او بنیاد فرعونے کند ‌ ‌ ‌ راہ صد موسیٰ و صد ہارون زند

یعنی اُس وقت یہ دعوے فرعونی کا کرے اور سیکڑوں موسے اور ہارون جیسوں کی راہ مارے مورخین نے لکھا ہے کہ نیل حکم فرعون سے چلا کرتا تھا اور یہ اسکے لئے استدراج تھا تو فرماتے ہیں کہ اگر اس ہمارے نفس کو کہیں ایسی باتیں حاصل ہو جاویں کہ اسکے حکم سے بھی خدانخواستہ بوجہ استدراج کے (نعوذ باللہ) ایسے کام ہونے لگیں تو یہ حضرت فرعون سے بھی کہیں زیادہ ہو جاویں اور یہ امر بالکل صحیح ہے بس ہمارا تو اسی حالت میں رہنا کہ ہم بالکل عاجز ہوں ٹھیک ہے۔

کرمکست این اژدہا از دست فقر پشۂ گردد ز مال و جاہ صقر

یعنی یہ اژدہا فقر کے ہاتھوں ایک کیڑا ہے (مگر) مال وجاہ کی وجہ سے ایک مچھر بھی شکرا بنجایا کرتا ہے مطلب یہ کہ مال وجاہ میں پھنس کرخواہ کتنا ہی ضعیف کیوں نہ ہو اسمیں قوت شرارت زیادہ ہو جاتی ہے بس اسکا علاج یہ ہے کہ۔

۱۴۷

اژدہا را دار در برف فراق ہین مکش او را بخورشید عراق

یعنی اُس اژدہا کو برف فراق (دنیا) ہی میں رکھو اور اسکو خورشید عراق تک مت کھینچو مطلب یہ کہ بس اسکو تو فقر اور ذلت ہی میں رکھو تاکہ ٹھٹرا ٹھٹرا یا پڑا رہے اسکو لذات وتنعمات میں مت لگاؤ کہ پھر یہ حضرت پر پرزے نکالیں گے آگے خود فرماتے ہیں کہ۔

تا فسردہ مے بود آن اژدہات لقمہ اوئی چو او یابد نجات

یعنی تاکہ وہ تمہارا اژدہا ٹھٹرا ہی رہے اور جب وہ نجات پالیگا تو تم اُسکے لقمہ ہوگے مطلب یہ کہ اسکو مصائب میں مبتلا رکھو یہی ٹھیک ہے ورنہ اگر اس حالت سے یہ نکل گیا تو بس تم ہی کو لقمہ کریگا۔

مات کن او را و ایمن شو ز مات رحم کم کن نیست او ز اہل صلات

یعنی اُسکو مغلوب کر لو اور پھر مغلوبی سے بے خوف رہو اور اسپر رحم مت کرو اسلئے کہ یہ تمہارے صلہ والوں میں سے نہیں ہے یعنی اس قابل نہیں ہے کہ تم اسکے ساتھ صلہ رحمی کرو بلکہ یہ تو بس اسی قابل ہے کہ اسکو مارا جاوے اور اسکا سر کُچلا جاوے اور اگر تم نے اسپر رحم کیا تو یہ ہوگا کہ۔

کان تف خورشید شہوت سر زند آن خفاش مُردہ ریگیت پر زند

یعنی کہ وہ گرمی خورشید شہوت اُبھرے گی اور وہ تمہارا ذلیل خفاش پر مارے گا مطلب یہ کہ اگر اسپر رحم کروگے تو پھر یہ ہوگا کہ یہ تم پر غالب ہو کر ہلاکت میں ڈالے گا۔

مے کش اورا در جہاد و در قتال مردوار اللہ یجزیک الوصال

یعنی اسکو جہاد اور قتال میں مرد کی طرح کھینچو کہ اللہ تم کو بدلہ وصال دے مطلب یہ کہ حق تعالے تمہیں اپنا وصل نصیب فرماویں تم اسکو خوب مجاہدہ میں رکھو کہ اسی سے اسکی اصلاح ہوگی آگے فرماتے ہیں کہ

۸۴۴

چون کہ آن مرد اژدہا را آورید در ہوائے گرم خوش شد آن مرید

یعنی جبکہ وہ مرد اس اژدہا کو ہوائے گرم میں لایا تو وہ مردود خوش ہوا۔

لاجرم آن فتنہ ہا کرد اے عزیز بلکہ صد چندان کہ ما گفتیم نیز

یعنی آخر کار اس نے اے عزیز یہ فتنے کئے بلکہ سو گونہ اس سے بھی زیادہ جتنے کہ ہم نے کہے ہیں مطلب یہ کہ دیکھو وہ اسکو لایا اور اسکو گرمی میں رکھا تو اس نے لاکھوں کو ہلاک کر دیا تو اگر تم بھی اس نفس کو گرمی مجاہدہ و ریاضت میں نہ رکھوگے تو یہ بھی تمہارے ساتھ سرکشی کریگا لہٰذا اسکو ہمیشہ مجاہدہ میں رکھو تاکہ یہ درست رہے۔

تو طمع داری کہ اورا بے جفا بستہ داری در وقار و در وفا

یعنی تم یہ چاہتے ہو کہ اسکو بے مشقت کے وقار و وفا میں باندھکر رکھو یعنی تم یہ چاہتے ہو کہ بلا مجاہدہ و ریاضت کے اسکو اخلاق حمیدہ پر مجبور کریں تو یاد رکھو کہ۔

ہر کسے را این تمنا کے رسد — موسیٰ باید کہ اژدرہا کشد

یعنی ہر شخص کو یہ تمنا کب حاصل ہوتی ہے کسی موسیٰ کی ضرورت ہے جو کہ اژدہا کو مار ڈالے مطلب یہ کہ ایسا تو بہت کم ہوتا ہے کہ جو بے کسی مشقت کے کامل ہو جاوے یہ شان تو انبیاء علیہم السلام ہی کی ہوتی ہے کہ اُنکی تربیت خود حضرت حق بلا واسطہ فرماتے ہیں اور انکے علاوہ اور کسیکو تو (حلوا خوردن را روئے باید) بے مجاہدہ و مشقت کے اسپر غلبہ حاصل ہوا نہیں ہے۔

صد ہزاران خلق زاژدرہائے او — در ہزیمت کشتہ شد ازرائے او

۱۴۵ یعنی لاکھوں مخلوق اس سپیرے کے اژدہا کی وجہ سے بھاگنے میں مرگئی افسوس ہے اوپر

وز طمع ہم خویش را بر باد داد — گفتہ شد واللہ اعلم بالسداد

یعنی طمع کی وجہ سے اپنے کو بھی برباد کیا (یہ قصہ) کہا گیا واللہ اعلم بالصواب یعنی اس نالائق کے اس اژدہا کو لانے نے لاکھوں آدمیوں کا خون کیا اور خود مرا اور صرف اس طمع میں کہ کچھ پیسے ملجاوینگے بس اب قصہ ختم ہوگیا واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب یہاں جو کہا تھا کہ ع موسیٰ باید کہ اژدرہا کشد۔ یہاں سے اس قصہ موسیٰ علیہ السلام سے جوڑ لگایا ہے لہذا آگے اسکو بیان بھی فرماتے ہیں کہ

گفت فرعونش چرا تو اے کلیم — خلق را کشتی و افگندی بہ بیم

در ہزیمت از تو افتادند خلق — در ہزیمت کشتہ شد مردم ززلق

لاجرم مردم ترا دشمن گرفت — کین تو در سینہ مرد وزن گرفت

خلق را مے خواندی وبر عکس شد — از خلافت مرد وزن رانیست بد

من ہم از شرت اگر پس مے خزم — در مکافات تو دیگے مے پزم

دل ازین بر کن کہ بفریبے مرا — یا بحرفے پس روئے گردم ترا

۱۵۰ تو بدان غرّہ مشو کش ساختے — در دل خلقان ہراس انداختے

صد چنین آرے وہم رسوا شوے — خوار گردے مضحکہ غوغا شوے

ہمچو تو سالوس بسیاران بدند — عاقبت در شہر ما رسوا شدند

گفت با امر حقم اشراک نیست — گر بریزد خونم امرش باک نیست

راضیم من شاکرم من ای حریف — این طرف رسوا وپیش حق شریف

پیش خلقان خوار وزار وریشخند — پیش حق محبوب ومطلوب وپسند

از سخن میگویم این ورنہ خدا — از سیہ رویاں کند فردا ترا

عزت آں اوست وآں نبد گانش — ز آدم وابلیس برمے خواں نشانش

شرح حق پایاں ندارد ہمچو حق — ہاں دہاں بربند و برگرداں ورق

اب سنو اژدہا موسے علیہ السلام کا کیونکر مطیع تھا اور دشمنوں کے لئے کسطرح خطرناک تھا ایک مرتبہ فرعون نے کہا کہ اے موسے تونے مخلوق کو اپنے اژدہے سے مار ڈالا اور انکو ہراساں کردیا تجھ سے اور تیرے اژدہے سے ڈر کر لوگ بھاگنے لگے اور بھاگنے میں پھسل کر گرنے کے سبب بہت سے لوگ مرگئے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ تیرے دشمن ہوگئے اور تیری عداوت عورتوں اور مردوں کے سینہ میں بیٹھ گئی تو مخلوق کو اپنی اطاعت کی طرف بلاتا تھا مگر نتیجہ اُلٹا ہوا اور لوگ تیری مخالفت کے لئے مجبور ہوگئے میں اگر تیری شر سے پیچھے ہٹتا ہوں تو اس سے تجکو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ میں مرعوب ہوگیا اور تیرا مطیع ہوجاؤنگا بلکہ تیری سزا کا سامان مہیا کر رہا ہوں تو اس خیال کو دل سے دُور رکھنا کہ تو مجھے دھوکا دے گا یا میں تیری باتوں میں آکر تیرا مطیع ہوجاؤنگا نا ممکن ہے کہ ایسا ہو تو اس ڈھونگ پر مغرور نہ ہونا جو تونے بنایا ہے اور لاٹھی کو سانپ بنا کر مخلوق کو مرعوب اور خوف زدہ کردیا ہے تو ایسے ایسے سو کام کریگا اور ہر کام میں ذلیل ہوگا رسوا ہوگا۔ دنیا تجھ پر ہنسے گی۔ تجھ سے مکار بہت سے آئے اور بالآخر ہمارے شہر میں ذلیل ہوئے انھوں نے جواب دیا کہ میں امر میں خدا کا شریک نہیں ہوں کہ اسکے حکم کے مقابلہ میں کوئی ذاتی رائے رکھتا ہوں بلکہ میں تو محکوم محض ہوں لہذا اگر وہ اپنے حکم سے مجھے مار بھی ڈالے تو بھی مجھے کچھ اندیشہ نہیں میں اسکے ہر حکم پر دل سے راضی اور ہر حالت میں اسکا شکر بجالانے والا ہوں

۱۵۱

اور گو دنیاوی لحاظ سے ذلیل ہوں لیکن خدا کے نزدیک بڑی عزت اور شرف رکھتا ہوں اور گو مخلوق کی نظروں میں ذلیل۔ محقر اور قابل مضحکہ ہوں لیکن حق سُبحانہ کا محبوب اور اسکا مطلوب اور پسندیدہ ہوں یہ اپنی ذلت و خواری دنیاوی کا اقرار بھی ایک بات کے طور پر اور علی سبیل التنزل ہے ورنہ میں دعوی کرتا ہوں کہ کل تو روسیاہ اور ذلیل ہوگا اور میں معزز و موقر اسلئے کہ عزت خدا اور اسکے بندگان خاص ہی کیلئے ہے چنانچہ ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین باور نہ ہو تو آدم و ابلیس کے قصہ میں اسکا نشان دیکھ لو کہ آدم کے مقابلہ میں شیطان کیسا ذلیل ہوا خیر اسماء و صفات حق کی تفصیل تو یوں ہی غیر متناہی ہے جیسے کہ خود ذات حق سُبحانہ غیر محدود ہے لہذا خاموش رہنا چاہیئے اور اصل قصہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

شرح شبیری

۱۵۲

موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ فرعون کے سوالوں اور جوابوں اور دہمکیوں کا بیان

گفت فرعونش چرا تو اے کلیم | خلق را کشتی و افگندی زبیم

یعنی فرعون نے اُن سے کہا کہ اے کلیم تم نے کیوں مخلوق کو قتل کرایا اور خوف میں ڈالدیا مطلب یہ کہ سب اچھی طرح سے ایک دین پر تھے تم نے ایک نیا مذہب نکالکر لوگوں میں تفریق کردی اور مخالفت بڑہادی اس سے تم کو کیا ملا۔

(باقی آیندہ)

وحدیث عتبۃ ھذا الوارد
قبلہ ما نصہ والطبرانی من حدیث
عتبۃ الخولانی یرفعہ الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال
ان للہ آنیۃ من اھل الارض
وآنیۃ ربکم قلوب
عبادہ الصالحین
الحدیث وفیہ بقیۃ
ابن الولید وھو مدلس
لکنہ صرح فیہ بالتحدیث
وفی المقاصد الحسنۃ
معناہ وسعہ قلبہ
الایمان بی ومحبتی
ومعرفتی اھ وفی
کلید المثنوی
الدفتر السادس
روی الامام احمد
فی الزھد عن
وھب بن منبہ
ان اللہ فتح السمٰوات لحزقیل
حتی نظر الی العرش

میں کہتا ہوں کہ وہ حدیث عتبہ کی جو اس کے قبل
وارد ہے اس کی عبارت یہ ہے اور طبرانی میں
عتبہ خولانی کی یہ حدیث ہے جسکو وہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اہل
زمین میں اللہ تعالیٰ کے کچھ ظروف ہیں اور تمہارے
پروردگار کے ظروف ان کے صالح بندوں کے
قلوب ہیں (اور ظروف کی صفت ہے وسعت
تو معنی قلب المؤمن کا مضمون ثابت ہوگیا)
اور اس حدیث (کی سند) میں بقیہ بن الولید
ہیں اور وہ مدلس ہیں مگر اس
حدیث میں انھوں نے تحدیث کی تصریح ۲۳
کی ہے (اسلئے تدلیس مضر نہیں) اور مقاصد
حسنہ میں اس (وسعت) کے معنی یہ کہے ہیں
کہ مومن کا قلب مجھپر ایمان لانیکو اور میری محبت
و معرفت کو سما لیتا ہے (کہ دوسری مخلوق مثل
ارض و سماء کے اوس درجہ کو نہیں سما سکتے) اور
کلید مثنوی دفتر سادس میں (اس حدیث کی
تحقیق میں) ہے کہ امام احمد نے زہد میں وہب
ابن منبہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے حضرت حزقیل کے لیے آسمانوں کو کشادہ
فرمادیا یہاں تک کہ انہوں نے عرش پر نظر فرمائی

وقال حزقيل سبحنك
ما اعظمك يا رب
فقال الله تعالى
ان السموت والارض ضعفو
عن ان يسعني ووسعني
قلب المومن الوادع
اللين اھ **ف** فيه اصل لما
قالوا من كون قلب المومن عرش الله
اى محلا للتجلي الاعظم الذي عبر عنه بالوسع
الحديث اكثر اهل الجنة
البله البزار من حديث انس
وضعفه وصححه القرطبي وليس
كذلك فقد قال ابن عدي انه
منكر **ف** فيه بعض شيون المومن
الذي حاصله عدم تعلق قلبه بالامور
الدنيوية ومن لوازم عدم
الالتفات الوقوع في الغلط
كثيرا واما قوله عليه السلام
لا يلدغ المومن من
جحر مرتين فمحله
الامور الدينية.

۴۷ وسعة القلب للتجلي الاعظم
وسع قلب تجلی را ص ۱۰۷

پھر حضرت حزقیل نے عرض کیا کہ آپکی ذات پاک
ہے آپکی کتنی بڑی شان ہے اے میرے
پروردگار تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمان اور
زمین سب عاجز ہوگئے اس سے کہ مجکو سما لیں
اور مجکو مومن کے قلب نے جو کہ اطمینان اور نرمی سے
موصوف ہے سما لیا اھ **ف** اس حدیث میں
اصل ہے حضرات صوفیہ کے اس قول کی کہ مومن
کا قلب عرش اللہ ہے یعنی محل ہے تجلی اعظم کا
جس کو وسع کیساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔
حدیث اکثر جنتی لوگ بھولے ہوتے ہیں اسکو
بزار نے روایت کیا ہے حضرت انس کی حدیث
سے اور اسکو ضعیف کہا اور قرطبی نے
اسکو صحیح کہا ہے اور واقع میں ایسا نہیں کیونکہ
ابن عدی نے اسکو منکر کہا ہے **ف** اسمیں
مومن کی بعض شانوں کا بیان ہے جس کا حاصل یہ ہے
کہ مومن کو امور دنیویہ سے دلچسپی نہیں ہوتی اور
جس چیز کیطرف التفات نہیں ہوتا ضروری ہے
کہ اوس میں کثرت سے غلطیاں ہوتی ہیں اور یہ جو
دوسری حدیث میں آیا ہے کہ مومن ایک سوراخ
میں دوبار نہیں کٹوا تا اس کا محل امور دینیہ ہیں مومن
اون امور میں ہوشیار و بیدار ہوتا ہے انس…

فهو فيها متيقظ

الحديث ان من امتي محدثين ومكلمين خ من حديث ابي هريرة لقد كان فيما قبلكم من الامم محدثون فان يك في امتي احد فانه عمر و رواه م من حديث عائشة **ف** فيه صحة الالهام

الحديث حبك الشئ يعمي ويصم ابو داؤد من حديث ابي الدرداء باسناد ضعيف **ف** فيه ذم الغلو في حب الخلق

الحديث اتقوا مواضع التهم لم اجد له اصلا قلت ولكن معناه ثابت من حديث صفية المار قبيل كتاب العزلة **ف** فيه الحذر

دونوں میں کچھ تعارض نہیں)

حدیث۔ میری امت میں کچھ لوگ محدث و مکلم بھی ہوں گے (یعنی جنکو الہام صحیح ہوتا ہو) روایت کیا اسکو بخاری نے ابوہریرہ کی حدیث سے کہ پہلی امتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے پس اگر میری امت میں کوئی ایسا ہوگا تو عمرؓ ہیں اور روایت کیا اسکو مسلم نے حضرت عائشہ کی حدیث سے **ف**۔ اس حدیث میں الہام کے صحیح ہونیکا مذکور ہے +

حدیث۔ کسی چیز سے زیادہ محبت کرنا (حقیقت شناسی سے) اندھا اور بہرا کر دیتا ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ابوالدرداء کی حدیث سے اسناد ضعیف کیساتھ **ف** اس میں مذمت ہے محبت خلق میں غلو کرنیکی۔

حدیث تہمت (و اشتباہ) کے موقع سے بچو۔ میں نے (ان الفاظ سے) اسکی اصل نہیں پائی میں کہتا ہوں لیکن اس کا مضمون حضرت صفیہ کی حدیث سے ثابت ہی جو کتاب العزلۃ کے ذرا قبل گذری ہے **ف** اس حدیث میں احتیاط (کا حکم ہے) خلاف شرع کے شبہ پیدا کرنے والے امور سے خصوص مقتدا کے لئے

صحۃ الالہام
صحت الہام

ذم الغلو فی حب الخلق

التحفظ عن مواضع التہمات

عن الموهم للمنكر
خصوصاً
للمقتدي

الحديث التقوى ههنا
واشار الى القلب من حديث
ابي هريرة وقال الى صدره
ف فيه عدم اعتداد
التقوى الظاهري بدون الباطني

كتاب رياضة النفس

انما انا بشر اغضب
كما يغضب البشر م
من حديث انس وله
من حديث ابي هريرة
انما محمد بشر
يغضب كما يغضب
البشر ف فيه ان
الامور الطبعية لا تنافي
كمال النبوة فضلا
عن كمال الولاية

(اور اصل طریق یہی ہے اور کسی اہل طریق سے
اس کے خلاف اگر منقول ہے کسی عذر قوی سے
ہے جو اپنے محل میں معلوم ہے)

حدیث تقوی یہاں ہے اور قلب کیطرف
اشارہ فرمایا روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ
کی حدیث سے اور اوسمیں الی صدرہ ہے **ف**
اسمیں ظاہری تقوی کا بدون باطنی تقوی کے
غیر معتد بہ ہونا مذکور ہے۔

کتاب تہذیب نفس

حدیث میں بشر ہی ہوں مجکو بھی ایسا ہی غصہ
آتا ہے جیسا دوسرے بشر کو آتا ہے روایت کیا اسکو مسلم
نے حدیث انس سے اور مسلم ہی کے نزدیک ابو ہریرہ
کی حدیث سے یہ ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بشر
ہیں اونکو ایسا ہی غصہ آتا ہے جیسا دوسرے بشر کو
آتا ہے **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے
کہ امور طبعیہ کمال نبوت کے منافی نہیں ہوتے
چہ جائیکہ کمال ولایت کے منافی ہوں (البتہ
اون کے غیر مشروع مقتضا پر عمل کرنا یہ کمال
ایمان کے بھی خلاف ہے۔

(باقی آئندہ)

حاشیہ حکایت (۵۱) قولہ مجھے جو قوت عطا ہوئی ہے وہ وہی ہے اگر تم کسی کے اندر ایسی قوت دیکھو الخ **اقول** ایسی قوت عام ہے کسبی اور وہبی سے جیسے قوت جسیمہ کہ کبھی ریاضت سے حاصل ہوتی ہے کبھی فطری و خلقی طور پر اور کمال دینی ان میں سے کوئی بھی نہیں البتہ دیکھا یہ جاویگا کہ اس قوت کو صرف کہاں کیا اسیکا اعتبار ہوگا پس کمال مطلوب عمل ہوا نہ کہ یہ قوت **قولہ** میں اللہ کا وہ بندہ ہوں **اقول** اس سے افتخار مقصود نہیں بلکہ محض تحدث بالنعمۃ اور کبھی اس اظہار سے یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ سننے والے ان بزرگ سے دینی فائدہ حاصل کریں (**ش ت**)

(۵۲) خانصاحب نے فرمایا کہ میرے استاد میانجی محمدی صاحب نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ سید صاحب ایک روز اکبری مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک نوجوان سر سے پا تک حریر کا لباس پہنے ہوئے اور ڈاڑھی منڈائے ہوئے اور پوری پوری میں انگوٹھی چھلے پہنے ہوئے حاضر ہوا اور سلام کرکے بیٹھ گیا اور چونکہ اس زمانہ میں بانکوں کی وضع یہ تھی کہ ڈھیلا پاجامہ کلیوں دار پہنا کرتے تھے اس لئے یہ شخص بھی ڈھیلا ہی پاجامہ پہنے ہوئے تھا یہ شخص فوج میں ملازم تھا مگر یہ یاد نہیں کہ وہ فدہ دار تھا یا اور کچھ اس نے عرض کیا کہ حضور میں فوج میں ملازم ہوں اور ہماری فوج کو یہاں چھ مہینے رہنے کا حکم ہے میں چاہتا ہوں کہ حضور مجھے بیعت کرلیں سید صاحب نے فرمایا کہ بیعت! کیا یہ صورت بیعت کی ہے ڈاڑھی آپکی منڈی ہوئی ہے لباس سارا حریر کا ہے ہاتھوں میں مہندی ہے پوری پوری میں چھلے ہیں اُس نے جواب دیا کہ میں ان باتوں سے توبہ کرتا ہوں اور چھلے تو میں اسی وقت اُتارے دیتا ہوں لیکن کپڑے ابھی نہیں اتار سکتا کیونکہ نہ دوسرے کپڑے یہاں میرے پاس ہیں اور نہ گھر رہی مہندی اور ڈاڑھی سو میں مہندی کے زائل کرنے سے بھی اسوقت عاجز ہوں اور ڈاڑھی بھی نہیں پیدا کرسکتا۔ سید صاحب نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ان کے لئے کپڑوں کا انتظام کرایا جاوے چنانچہ لوگوں نے کرتہ پاجامہ وغیرہ

٦١

دیدیا اور سید صاحب نے اپنا عمامہ اور چادر دی اس نے کپڑے اتار کر یہ کپڑے خوشی خوشی پہن لئے اسکے بعد سید صاحب نے اُسے بیعت کیا اور علیحدہ لیجاکر کچھ تعلیم فرمایا بیعت ہونے کے بعد یہ شخص چھ سات روز تک صبح کے وقت اور بعد عصر روزانہ آتا رہا لیکن ساتویں یا آٹھویں روز جو وہ آیا تو نہایت پریشان اور روتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ میں تو سمجھتا تھا کہ ہمارا قیام چھ سات مہینہ ہوگا اور میں حضور سے مستفید ہونگا. مگر آج ہماری فوج کے تبادلہ کا حکم آگیا ہے اور کل کو ہمیں یہاں سے جانا ہوگا. مجھے اپنی محرومی اور حضور کی مفارقت کا نہایت صدمہ ہے سید صاحب اسکا ہاتھ پکڑ کر شاہ عبد القادر صاحب کے حجرہ میں لے گئے اور آدہ گھنٹہ یا پون گھنٹہ حجرہ میں رہے اُسکے بعد سید صاحب تنہا حجرہ سے نکلے اور ہم لوگوں سے فرمایا کہ ان کو باہر اٹھا لاؤ اور ہوا دو اور یہ کہکر تیز قدمی کے ساتھ دوسرے حجرہ میں تشریف لے گئے ہم لوگ جب اندر گئے ہیں تو دیکھا کہ وہ شخص بالکل بیہوش تھا ہم اسے حجرہ سے سہ دری میں لے آئے اور پانی کے چھینٹے دیئے، پنڈول سونگھایا کچھ دیر کے بعد اسے ہوش آیا تو اس کی یہ حالت تھی کہ بالکل مست تھا اور آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور کہتا تھا کہ واللہ باللہ جس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہوں سید صاحب ہی نظر آتے ہیں وہ میری آنکھوں میں بھی ہیں اور میرے قلب میں بھی ہیں یہ الفاظ اس نے تین دفعہ زور زور سے کہے. سید صاحب نے کواڑ کھولکر اپنا چہرہ نکالا اور زور سے فرمایا کہ خاموش اور مجھہ کتے کی صورت اپنے سامنے سے منہدم کر اور یہ الفاظ آپ نے بھی تین مرتبہ فرمائے. اسکا اثر یہ ہوا کہ وہ بالکل اچھا ہوگیا یہ قصہ بیان فرما کر میرے اُستاد بیان فرماتے تھے کہ تصور دو قسم کا ہوتا ہے ایک تو وہ کہ جو از خود ہو اور دوسرا وہ جو تصور کرنے سے ہو. سید صاحب جو تصور شیخ کو منع فرماتے تھے وہ وہ تصور تھا جو قصداً اور تکلف کیا جاوے اور جو تصور از خود ہو اسکو منع نہیں فرماتے تھے کیونکہ ایسے تصور کا ثبوت حدیثوں سے ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نہا کر نکلے آپ اپنے بالوں کو دو حصے کرتے تھے اور انکے درمیان باریکیا

۶۲

مانگ تھی گویا کہ میں دیکھ رہی ہوں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نیز ابوہریرہؓ ایک مرتبہ لوگوں کو اپنے ہاتھ کے اشارہ سے بٹھا رہے تھے اور فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی یوں ہی بٹھاتے تھے گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ تصور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا مگر از خود تھا نہ کہ بتکلف و بالقصد۔

حاشیہ حکایت (۵۲) قولہ جس طرف آنکھ اٹھا کر الخ **اقول** شاید یہ تصرف اُسکے رنج مفارقت کے تدارک کے لئے کیا گیا ہو کہ اس طرح نظر آجانے سے تسلی رہیگی اور اچھا ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ نظر آنا بند ہو گیا ہو بلکہ اُس میں تقلیل و تعدیل ہو گئی ہو **قولہ** وہ تصور تھا جو قصداً اور بتکلف الخ۔ **اقول** اس سے بھی وہ درجہ مراد ہے جسمیں مقصودیت کی شان ہو جیسے بطور شغل مستقل کے کرتے ہیں جسمیں قلب سے غیر کی نفی کا اہتمام کرتے ہیں کہ اسمیں مشابہت ہے شرک کی ورنہ اگر محبت میں قصداً بھی تصور کرے تو کچھ حرج نہیں اور جن بزرگوں سے اجازت منقول ہے وہ بقدر ضرورت ہے کہ خطرات دفع نہ ہوں تو کسی مشاہد چیز کے تصور سے حسب قاعدہ النفس لا تتوجہ الی شیئین فی ان واحد وہ خطرات دفع ہو جاتے ہیں اور اس میں صورت شیخ و صورت دیگر اشیا رسب متساوی ہیں مگر شیخ سے چونکہ طبعاً محبت زائد ہوتی ہے اُسکی طرف توجہ اقوی ہونے سے دفع سہل تر ہوتا ہے مگر بعد دفع خطرات کے پھر اسکو بھی زائل کر دیتے ہیں اور عین تصور کے وقت بھی اسکا اہتمام نہیں کرتے کہ دوسرا کوئی تصور آنے نہ پاوے گو اس سے زیادہ محمود یا مقصود ہو **قولہ** چنانچہ حضرت عائشہ الخ **اقول** ان حدیثوں کی تحقیق کر لیجاوے باقی ایسا جملہ کافی انظر حدیثوں میں وارد بکثرت ہے (ش ت)

(۵۳) خانصاحب نے فرمایا کہ میانجی عظیم اللہ ایک شخص تھے جو خورجہ کے رہنے والے تھے پڑھے لکھے چنداں نہ تھے معمولی فارسی جانتے تھے اور لڑکے پڑھایا کرتے تھے مگر شاہ عبد العزیز صاحب کے صحبت یافتہ اور انکے مرید تھے

۶۳

اسلئے دین میں انکی سمجھ نہایت اعلےٰ تھی انھوں نے ایک مرتبہ تصور شیخ کے متعلق تقریر فرمائی اور فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ کی قوت افاضہ نہایت کامل تھی اسلئے صحابہ کی اصلاح باطن کے لئے صرف آپ کی تعلیم کافی تھی اور انکو اشغال متعارفہ بین الصوفیہ کی ضرورت نہ تھی اور بدوں ان اشغال کے انکی اصلاح ہوجاتی تھی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد رفتہ رفتہ یہ قوت مضمحل ہوتی گئی اور نوبت یہانتک پہنچی کہ صوفیہ کو اصلاح باطن میں اشغال متعارفہ مثل ذکر بالجہر و حبس دم و پاس انفاس وغیرہ سے مدد لینے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انھوں نے ان اشغال متعارفہ سے کام لیا یہ اشغال جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھے اسلئے بدعت تھے مگر بدعت فی الدین نہ تھے بلکہ بدعت للدین تھے یعنی ان امور کو دین میں داخل نہیں کیا گیا تھا بلکہ جو امور شرعاً مامور بہ تھے انکو ان کی تحصیل کا ذریعہ بنایا گیا تھا اور اسلئے یہ اشغال للدین تھے نہ کہ داخل دین۔ اسکو یوں سمجھو ایک طبیب نے نسخہ میں شربت بنفشہ لکھا مریض کو شربت بنفشہ کی ضرورت ہے مگر بازار میں شربت بنفشہ نہیں ملتا اسلئے وہ لکڑیاں لاتا ہے آگ جلاتا ہے دیگچی لاتا ہے شکر لاتا ہے پانی لاتا ہے بنفشہ وغیرہ لاتا ہے اور شکر و بنفشہ وغیرہ کو دیگچی میں ڈالکر آگ پر پکاتا ہے اور شربت بنفشہ تیار کرکے نسخہ کی تکمیل کرتا ہے تو یہ لکڑیاں لانا آگ جلانا وغیرہ زیادہ فی النسخہ نہیں بلکہ لتکمیل النسخہ ہیں اسیطرح سمجھو کہ تحصیل مرتبۂ احسان اور اصلاح نفس شرعاً مامور بہ ہیں اور شریعت نے ان کا کوئی طریق خاص معین نہیں فرمایا اسلئے یہ مامور بہ جس طریق مباح سے بھی حاصل ہوں اس طریق کو اختیار کیا جائیگا اور وہ طریق خاص جزو دین نہ ہوگا مگر ذریعہ دین ہوگا جب یہ معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ آدمی کے لئے سیکڑوں بت ہیں جو اسکو توجہ الی الحق سے مانع ہیں کہیں اسکا دل مال میں الجھا ہوا ہے کہیں جاہ میں کہیں جورو میں کہیں اولاد میں کہیں معشوق میں الی غیر ذلک غرضکہ اسکا ایک دل ہزاروں مطلوبات میں مشغول ہے اور یہ مشغولی اسکو توجہ الی الحق سے مانع ہے جب مشائخ نے جو اطبار روحانی ہیں اس مانع کو محسوس کیا تو

۶۴

(باقی آئندہ)

خریداران الہادی کیواسطے رعایتی فہرست

تصنیفات حضرت سیدی و مرشدی حکیم الامتہ مجدد الملتہ حافظ قاری حاجی مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم

نام کتاب	عام قیمت	رعایتی قیمت
اصلاح الرسوم۔ رسوم مروجہ کا رد اور انکی اصلاح کا طریقہ۔	۶ر	۴ر
الاستبصار فی فضل الاستغفار	ار	۰ر
اخبار الزلزلة	ار	۰ر
اخبار بینی	ار	۰ر
اصلاح الخیال۔ غلبہ سے جن لوگونکو اتباع شریعت میں شبہات و شکوک و اوہام پیدا ہوگئے ہیں وہ تمام تر شبہات اور انکے مدلل جوابات جمع کئے گئے ہیں نہایت مفید ہے۔	۳ر	۲ر
اصلاح ترجمہ حیرت مرزا حیرت صاحب دہلوی کے ترجمہ کلام مجید کی غلطیوں کی اصلاح	ار	۰ر
اوراد رحمانی و اذکار سبحانی۔ سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کے فضائل اور عجیب غریب نکتے	۳ر	۲ر
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد۔ تقلید شخصی و تقلید مطلق کے متعلق نہایت منصفانہ بیان و بیان مختلف فیہ آمین بالجہر وغیرہ کا مفصل و مدلل بیان	۴ر	۲ر
اغلاط العوام فی باب الاحکام۔ عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہیں انکی اصلاح کیگئی ہے	ار	۰ر
ضمیمہ		
اعمال قرآنی۔ جسمیں آیات قرآنیہ کے خواص و عملیات کا بیان ہے اس کے تین حصے ہیں۔ قیمت ہر سہ حصہ	۵ر	۳ر
آداب المعاشرت۔ باہمی گذران برتاؤ کے وہ آداب کہ جنکی رعایت رکھنے سے آپس میں محبت و اتفاق پیدا ہوتا ہے۔	۳ر	۲ر
ارشاد الہائم فی حقوق البہائم۔	ار	۰ر
تحذیر الاخوان۔ اسکا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ بعض روشن خیال حضرات نے بنکوں کا سود جائز کر دیا ہے جس سے دھوکہ میں آجانیکا اندیشہ ہے۔	۴ر	۳ر
تنویر السراج فی لیلۃ المعراج حضرت والا کی تازہ تصنیف جسمیں روایات نقلیہ کے علاوہ دلائل عقلیہ سے واقعہ معراج کو ثابت فرمایا ہے۔	۱۰ر	۸ر
الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم والخلیل حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو جابجا قرآن مجید میں متفرق طور سے آئے ہیں ان کو ایک جا مرتب فرما دیا ہے۔	۵ر	۳ر
تجوید القرآن سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد اور اسکے آخر میں ایک چھوٹا سا رسالہ یادگار حق القرآن ہے جسمیں مختصر قواعد لکھے گئے ہیں۔	۱ر	ار

نام کتاب	عام قیمت	رعایتی قیمت
التکشیف عن مہمات التصوف	للعہ	۳ے
تحقیق تعلیم انگریزی انگریزی پڑہنے کے متعلق بحث	۰ر	۰ر
جزاء الاعمال	۰۲ر	۲ر
جمال القرآن یہ رسالہ علم تجوید مین بہت ہی سہل عبارت میں لکہا گیا ہے	۰۴ر	۰۱ر
حفظ الایمان مع بسط البنان و تغیر العنوان	۰۱ر	۱ر
حقوق الاسلام اسمیں استاد۔ پیر۔ ماں باپ۔ میاں۔ بیوی۔ حاکم۔ محکوم۔ ہمسایہ ومہمان حیوانات سب کے حقوق درج ہیں۔	۱ر	[illegible]
حق السماع۔ سماع کیمتعلق فقہی کامل تحقیق	۲ر	۰۱ر
حقوق العلم۔ علماء پر عامہ مسلمین کے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور انمین جو کوتاہیاں ہوتی ہیں اونکی اصلاح ہے۔	۵ر	۰۳ر
الخطب الماثورہ۔ اسمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالی عنہم کے خطبے احادیث صحیحہ سے منتخب فرماکر درج فرمائے ہیں۔	۲ر	[illegible]
الخطاب الملیح۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کے جوابات اس رسالہ میں ہیں عیسے علیہ السلام کی وفات و حیات کی تحقیق	۲ر	۱ر
رونمائے مثنوی دیباچہ کلید مثنوی	۰۱ر	۱ر
زاد السعید۔ اسمیں درود شریف کے فضائل و عجائب خواص اور درود شریف کے مواقع اور وہ درود جو احادیث صحیح میں وارد ہیں اور آخر میں ایک رسالہ نیل الشفاء ہے جسمیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا نقشہ اور اُسکے عجیب و غریب خواص اور برکات درج ہیں	۲ر	۰۱ر
سبق الغایات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اول سے آخر تک ربط بیان فرمایا ہے	۹ر	۸ر
شوق وطن وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد اور شوق پیدا کرنیوالے مضامین۔	۴ر	۰۲ر
شجرہ طیبہ	۰۱ر	۱ر
صفائی معاملات خرید و فروخت وغیرہ کے مسائل مدلل مع اصول و قواعد عام فہم	۰۲ر	[illegible]
طریقہ مولد شریف مولود شریف کے اصلی اور صحیح اور سنت کے موافق طریقہ کا بیان	۰۱ر	[illegible]
قصد السبیل اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگوں کا کام ہے جو دنیا و مافیہا کو ترک کرکے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے اسمیں ایسے دستور العمل تجویز فرمائے ہیں کہ ہر شخص اسپر عمل کرکے کامیاب ہوسکتا ہے۔	۰۲ر	۰۱ر
القول الصواب نئی روشنی والے مستورات کے پردہ پر شبہات کرتے تھے کہ ایسا پردہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں حضرت مولانا نے قرآن و حدیث ہی سے اسکو ثابت کیا ہے۔	۰۲ر	۰۱ر
کمالات امدادیہ اس رسالہ میں حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات وغیرہ ہیں۔	۶ر	۵ر
لب مثنوی دفتر ششم کی ابتدائی حصہ کی شرح	۵ر	۴ر
المصالح العقلیہ حصہ اول	۹ر	۶ر

حکیم الامۃ مدظلہ العالی کی نایاب کتاب کی طباعت کا انتظام

اور خریداروں کی ضرورت

تکمیل الیقین یعنی خلاصۃ سائنس اور اسلام

اُردو زبان مین یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کے ساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوئے ہے۔ یہ کتاب زیادہ تر ان تعلیمیافتوں کے واسطے تالیف کیگئی ہے جو علوم مروجہ کے اثر سے متاثر ہو کر متشکک فی الاسلام ہوجاتے ہیں باعتبار رفتار زمانہ یہ کتاب دیندار مسلمانوں کیلئے ازبس ضروری اور اسکا مطالعہ نہایت نافع ہے۔ مضامین کی فہرست مختصر یہ ہے کہ اول عقائد و اعمال کو لکھکر اسکے ضمن میں ہر قسم کے شرک اور رسوم خلاف شرع کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ پھر معاصی اور طاعات کے بعض دنیوی مضار و منافع حکومت و انتظام ملکی۔ نماز کے لئے طہارت کے مشروط ہونیکی حکمت وضو میں اعضائے وضو کے دھونے اور ترتیب کی حکمت۔ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنے کی حکمت اور اسکی فلاسفی۔ بے نمازوں کی واہی تباہی۔ عذروں کے معقول جواب۔ اعمال حج کی فلاسفی کعبہ کو بیت اللہ کہنے کی وجہ۔ پردے کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیاں۔ انسان کی جملہ حالتوں کے مطابق اسلام میں احکام موجود ہیں۔ تعداد ازواج کے متعلق نہایت عمدہ مضمون۔ اس شبہ کا جواب کہ شریعت محمدیہ کے قوانین موجودہ حکومت میں بے سود ہیں۔ سچے صوفیوں کے حالات۔ مادے کا قدم اور اسکا ابطال فلاسفہ ہی کے مسلمہ اصول سے انکے مذہب کی تردید ایک دخانی کل کی مثال دیکر ثابت کرنا کہ اہل سائنس کا مذہب تحقیق عالم کے بارے میں بالکل لچر ہے۔ وحدانیت کی فلاسفی اور عقل کی حقیقت معلوم کرنے میں اہل سائنس کے ہوش بھی گم ہیں حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب۔ روح کے ساتھ بدن کو ایسی نسبت ہے جیسی مقناطیس کو لوہے کے ساتھ۔ الغرض دنیا بھر کے سلوک اور شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہوسکتے ہین اس کتاب میں موجود ہیں۔

اس کتاب کو ختم ہوئے عرصہ ہوگیا تھا الحمد للہ کہ اب اسکی طباعت کا بھی وقت آگیا۔ چھپائی قریب اختتام پر ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ۔ ذیقعدہ کو تیار ہوجائیگی لہذا جن حضرات کو اسکا خریدنا منظور ہو وہ اپنا اسم مبارک درج رجسٹر کرادیں تاکہ تیار ہوتے ہی ارسال خدمت کرون۔ اسوقت نام درج کرانے والے حضرات کو ایک روپیہ آٹھ آنے کو دیجاویگی اور بعد کے خریداروں کو دو روپے کو ✚

المشتہر

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلان پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی